



سپتمبر 2010

ماہنامہ معارفِ رضیہ

کراچی

مدیر اعلیٰ

سید وجاہت رسول قادری

مدیر

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (پبلیشنگ)

25- ہاپن سٹیشن، روضہ چاک (ریگل) مندر، پوسٹ بکس نمبر- 7324، جی پی اے مندر، کراچی۔ 74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان

فون: +92-21-32725152 فیکس: +92-21-32732309

ای میل: imamahmadraza@gmail.com ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

ماہنامہ معارفِ اقصا

کراچی

شمارہ: 9

جلد: 30

ستمبر ۲۰۱۰ء / رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

- ☆ الحاج رفیق احمد برکاتی صاحب
- ☆ حاجی اختر عبداللہ صاحب (امریکہ)
- ☆ الحاج شیخ ثار احمد صاحب
- ☆ الحاج عبدالرزاق تابانی صاحب
- ☆ سہیل سروردی / اوریس سروردی /
- ☆ وسیم سروردی صاحبان
- ☆ زبیر حبیب صاحب
- ☆ امجد سعید صاحب
- ☆ سید مومن علی صاحب

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر: پروفیسر دلاور خان

بانی ادارہ: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
بفیضانِ نظر: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
اول نائب صدر: الحاج شفیق محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

- ☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری (کینیڈا)
- ☆ پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی قادری (کراچی)
- ☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن امام (کراچی)
- ☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالودود (ڈھاکا، بنگلہ دیش)
- ☆ ریسرچ اسکالر سلیم اللہ چندران (متنڈی بہاؤ الدین)
- ☆ پروفیسر محمد آصف خان علمی (کراچی)
- ☆ محمد ثاقب خان

- ☆ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
- ☆ سید صابر حسین شاہ بخاری
- ☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خان
- ☆ علامہ عبداللطیف قادری
- ☆ حافظہ عطاء الرحمن رضوی
- ☆ کے ایم زاہد
- ☆ محمد طفیل قادری
- ☆ حاجی عبداللطیف قادری
- ☆ ریاست رسول قادری
- ☆ مجاہد محمد رفیق نقشبندی
- ☆ خلیل احمد

ہدینہ فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/300 روپے
رخصت ڈاک سے: -/350 روپے
بیرون ممالک: 30 امریکی ڈالر سالانہ

منیجر: محمد اشرف
آفس سیکریٹری / پروف ریڈر: ندیم احمد ندیم قادری نورانی
اکاؤنٹس / شعبہ سرکولیشن: محمد شاہ نواز قادری
معاون سرکولیشن: عبدالخالق
کیپیوٹریکیشن: عمار ضیاء خاں / مرزا فرقان احمد

رقم دینی یا کسی آرڈر / بینک ڈرافٹ نام "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214-عیب بینک لینڈ، پریڈی اسٹریٹ براچ، کراچی۔

نوٹ

دائریہ میں سرخ نشان مہر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زیر تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار / مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ﴿ادارہ﴾

(بشیر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پریشک پرپیس، آئی آئی چندر نگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)



فہرست

نمبر شمار	موضوعات	مضامین	نگارشات	صفحہ
۱۔	نعت رسول مقبول ﷺ	شورِ مدہ نوسن کر تجھ تک میں دواں آیا	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ	3
۲۔	منقبت	امام اہل سنت نائب غوث الوری تم ہو	مولانا حامد رضا خاں بریلوی	4
۳۔	قطعہ تاریخ	ہلاکتِ عدوئے پیغمبر حق	عبدالقیوم طارق سلطانی پوری	5
۴۔	ابنی بات	لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	7
۵۔	معارف قرآن	تفسیر رضوی۔ سورۃ البقرہ	مولانا محمد حنیف خاں رضوی	13
۶۔	معارف حدیث	کتاب العلم	مولانا محمد حنیف خاں رضوی	15
۷۔	معارف فقہ	عید الفطر	علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	17
۸۔	معارف القلوب	تَحْيَى الْيَقِينِ بِأَنَّ تَمِيَّتًا سَيِّدُ الْكَرْمَلِيِّينَ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ	21
۹۔	معارف رضویات	اعلیٰ حضرت حاسدوں کے نرغے میں	علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری	30
۱۰۔	معارف رضویات	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	رشیدہ جہاں بیگم	37
۱۱۔	معارف رضویات	مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کی مقبولیت	محمد نسیم قادری رضوی	40
۱۲۔	معارف رضویات	مقامِ اعلیٰ حضرت		45
۱۳۔	معارف کتب	فیضانِ رحمت بعد از دعائے برکت	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	48
۱۴۔	دور و نزدیک سے	آپ کے خطوط کے آئینے میں	مرزا فرقان احمد	54



شورِ مہ نوسن کر تجھ تک میں دواں آیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن

شورِ مہ نوسن کر تجھ تک میں دواں آیا
 ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضان آیا
 اس گل کے سوا ہر پھول باگوں گراں آیا
 دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقتِ فغاں آیا
 جب بامِ تجلی پر وہ نیرِ جاں آیا
 سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا
 جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
 اب تک کے ہر اک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا
 طیبہ کے سوا سب باغِ پاپاں فنا ہوں گے
 دیکھو گے چن والو! جب عہدِ خزاں آیا
 سر اور وہ سنگِ در آنکھ اور وہ بزمِ نور
 ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا
 کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
 سکتے میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا
 جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
 لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا
 طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جاناں والو
 کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا
 لے طوقِ الم سے اب آزاد ہو اے قمری
 چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا
 نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ بُرے کامو
 دیکھو برے پلٹے پر وہ اچھے میاں آیا
 بدکارِ رضا خوش ہو بد کام بھلے ہوں گے
 وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا



منقبت در شانِ اعلیٰ حضرت

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضورِ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی

مجددِ دین و ملت کے شہ احمد رضا تم ہو
حقیقت میں حقیقت کے حقیقت آشنا تم ہو
مدارِ قادریتِ قطب و غوث الاولیاء تم ہو
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاصفیاء تم ہو
ہے سینہ مجمعِ بحرین خضر رہنما تم ہو!
لگا دو پار بیڑا میرے آقا نا خدا تم ہو
کرم کرلو تو بیڑا پار ہے مشکل کشا تم ہو
ہے جگ میں بٹ رہا باڑا وہ جگ داتا رضا تم ہو
یہ جگ داتا کا ہے باڑا گدا کا آسرا تم ہو
پیارے کے پیارے ہو کہ عبدالمصطفیٰ تم ہو
خدا کے خاص بندے یہ کہ عبدالمصطفیٰ تم ہو

امام اہل سنت نائبِ غوث الوریٰ تم ہو
حقائق کے حقائق کا محقق حق نے فرمایا
شریعت کے معادلِ منطقہ چرخِ طریقت کے
جو مرکز ہے شریعت کا محیط اہل طریقت کا
سفینہ ہے شریعت کا خزینہ ہے طریقت کا
بھنور میں آپڑی کشتی مخالف ہے ہوا چلتی
تمہارے ہاتھ میری لاج میری دنگیری ہے
تمہارے در کے لکڑوں سے گزر ہے قادریوں کی
بھکاری کو ملے لکڑا، ہے جھولی ڈالے یہ منگتا
غلامانِ شہ کو نین محبوبِ الہی ہیں
نہیں جو بندے کا بندہ خدا کا ہو وہ کب بندہ

انا من حامد و حامد رضا منی کے جلوں سے

بجھالو اللہ رضا حامد ہے اور حامد رضا تم ہو!

۱۔ اس مصرع کو اس طرح بھی پڑھ سکتے ہیں

ہوئے محبوب کے محبوب، محبوبِ خدا تم ہو

۲۔ ماہنامہ یادگار رضا بریلوی: ص: ۱۳، بابت صفر المظفر ۱۳۳۹ھ ج: ۳، ش: ۱۲۔

﴿بحوالہ ”انتخابِ حامد“ از مولانا شہاب الدین رشوی﴾



۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے دیا، اس تاریخ ساز فیصلے کا یادگار

قطعہ تاریخ

”اعلانِ حقیقتِ اوج خاتم النبیین“

۴ ۷ ۹ ۱ ۶

”آوازِ انہدامِ قصرِ کذبِ قادیان“

۴ ۹ ۳ ۱ ۵

☆☆☆

مقبولِ مدام ہے شہادتِ حق کی
مردودِ تمام دعویٰ ہائے باطل
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو
وہ شخص تھا اک ہرزہ سرائے باطل
مرزائی کافر ہیں ز روئے آئین
انجام ہے رسوائی برائے باطل
اک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ
”بروقتِ تدارکِ دہائے باطل“

۴ ۹ ۳ ۱ ۵

محمد عبدالقادر سلطانی پوری

قادیانی پر لگائی ضربِ اول آپ نے
شیرِ ختمِ الانبیاء ہیں حضرت احمد رضا

فاتحِ مرزائیت ہیں شاہِ نورانی میاں
شاہ کے بھی رہ نما ہیں حضرت احمد رضا

﴿ندیم احمد ندیم قادیانی نورانی﴾

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

سابقہ امتوں میں سے کتنی سنگتیں یعنی امتیں کھپادیں یا ہلاک کر دیں جب کہ ہم نے انھیں زمین میں وہ جماؤ دیا کہ قوت و مال اور دنیا کے کثیر سلمان کے ساتھ جو تم کو نہ دیا اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا کہ جس سے اُن کی کھیتیاں شاداب ہوں اور ان کے نیچے نہریں بہائیں جس سے کھیتی باڑی پرورش پائی اور دنیا کی زندگی کے لیے عیش و راحت کے اسباب بہم پہنچائے تو ہم نے انھیں اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا کہ انھوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور اُن کا یہ سرو سامان انھیں ہلاکت سے نہ بچا سکا اور اُن کے بعد اور سنگت اٹھائی اور دوسرے قرن والوں کو اُن کا جانشین کیا۔ مدعا یہ ہے کہ گزری ہوئی امتوں کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہیے کہ وہ لوگ باوجود قوت و دولت اور کثرت مال و عیال کے کفر و طغیان کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔ تو چاہیے کہ اُن کے حال سے عبرت حاصل کر کے خواب غفلت سے بیدار ہوں۔“

(حاشیہ و تفسیر ”خزائن الغرر“ از: مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

قارئین کرام! چند اور آیات کا صرف متن اور ترجمہ ملاحظہ کیجیے کہ اللہ عزوجل نے سابقہ نبیوں کی پوری پوری انتہ کو اُن کی نافرمانیوں کے باعث ہلاک کر دیا۔

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ آپ سب کے جان و مال اور ایمان کی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو اپنی ناراضگی اور عذاب سے بچائے رکھے۔ آمین! اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

اَلَمْ یَرَوْا کُمْ اٰھلَکُمْ مِّنْ قَبْلِہُمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّہُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَکُمْ مِّنْکُمْ لَکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّیِّئَۃَ عَلَیْہُمْ مِّمَّا رَاَوْا وَجَعَلْنَا الْاَنْہَارَ تَجْرِی مِنْ تَحْتِہُمْ فَاٰھلَکْهُمْ بِذُنُوبِہُمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِہُمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ (الانعام: ۶۰)

”کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں انھیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا جو تم کو نہ دیا اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا اور ان کے نیچے نہریں بہائیں تو انھیں ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ان کے بعد اور سنگت اٹھائی۔“

(ترجمہ کنز الایمان از امام احمد رضا)

اس آیت کریمہ کی مختصر شرح علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے پچھلی یا

کے باعث ان کو یہاں قلم بند نہیں کر رہا ہوں کہ صفحات محدود ہیں۔

ان مندرجہ بالا آیات میں غور کریں کہ ان آیتوں کی ہلاکت کی وجوہات کیا کیا تھیں تو بڑی وجوہات میں ان کا اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی شامل تھی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کے عیش و راحت ایک سے بڑھ کر ایک عطا کیے تھے مگر پھر غرور و تکبر اور عیش و عشرت میں پڑ کر اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو بھلادیا اور یہ سمجھنے لگے کہ ہم ہی اس کے وارث ہیں۔ بڑے بڑے شہر آباد کیے، ان شہروں کی حفاظت کے بندوبست بھی کیے مگر تمہارا الہی نے سب کو نیست و نابود کر دیا۔

اس سے قتل کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے عمل صالح دیکھ جائیں، ایک نظر اس وقت پاکستان کی صورت حال پر ڈالتے ہیں کہ اس وقت یہ ملک کیوں زمینی و آسمانی عذاب میں جکڑا ہوا ہے اور پے در پے عذاب الہی کے ریلے کبھی شدید بارشوں کی صورت میں، کبھی شدید ترین سیلاب کی صورت میں، کبھی ہوائی جہاز کی تباہ کاریوں کے سبب، کبھی زلزلوں کی صورت میں، کبھی آپس کی دشمنیوں کے سبب، کبھی انسانی وجوہات کے باعث، کبھی مذہبی تعصبات کے باعث اور کبھی دیگر حادثات کے باعث اس ملک کے ہزاروں افراد جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہی ہوتی ہے، برابر ہلاک ہو رہے ہیں۔ ۵۰ شعبان العظم

سے جو سیلاب کے باعث ہلاکتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے، وہ ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی ختم ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے۔ چھوٹے بڑے ہزاروں شہر صفحہ ہستی سے مٹ گئے یا بہت زیادہ تباہ و برباد ہو گئے، لاکھوں گھر نیست و نابود ہو گئے۔ گھروں کا سارا سامان اور شہروں کی تمام تر رونق صفحہ ہستی

وَأَلْهَكُنَا الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ لَئِنْ ظَلَمْتُمْ (یونس: ۱۳)

”اور بیشک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جب وہ حد سے بڑھے۔“

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِمَادٍ خَبِيرًا بَصِيرًا (الاسراء: ۱۷)

”اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں نوح کے بعد ہلاک کر دیں اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا۔“

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَوْمٍ لَهُمْ آثَانَا وَرِغْنًا (مریم: ۷۳)

”اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود میں بہتر تھے۔“

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَوْمٍ بِتَرْتِ مَعِيشَتِهِمْ قَتَلَكُمُ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكِنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ (القصص: ۵۸)

”اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیے جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے تو یہ ہیں ان کے مکان کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم اور ہمیں وارث ہیں۔“

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَوْمٍ لَهُمْ آثَدٌ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَحِيصٍ (ق: ۳۶)

”اور ان سے پہلے ہم نے کتنی سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں کہ گرفت میں ان سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں، ہے کہیں بھاگنے کی جگہ۔“

ان آیات کے علاوہ بھی سابقہ آیتوں کی ہلاکت کا بیان کم از کم ۲۰ مقامات پر اور بیان کیا گیا ہے مگر طوالت

سے مٹ گئی، لاکھوں لاکھ نوجوان جس میں چاول، گنا، گیہوں، سبزیاں اور پھل جو تیار تھے، سب کے سب سیلاب کے نذر ہو گئے، لاکھوں جانور دودھ دیے والے مویشی بھی ہلاک ہو گئے۔ بڑی تعداد میں چھوٹے بچے اور عورتیں پانی میں بہ گئے۔ پاکستان کے رقبے کا ایک چوتھائی حصہ لگ بھگ پانی میں ڈوب گیا اور دریا سے منسلک تمام کھیتوں کی مٹی اور کھاد بھی بہ گئی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ۲ کروڑ افراد سخت آزمائش سے گزر رہے ہیں اور سورہ بقرہ کی آیت ۱۵۴ پاکستانی مسلمانوں کی اس آزمائش کی پوری عکاسی کر رہی ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَوَارِبٍ مِّنَ الْخِثَافِ وَالْجُبُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّمَنِاتِ وَبَشِيرِ الضَّيِّرِينَ (البقرہ: ۱۵۴)

”اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور بچلوں کی کمی سے۔“

قارئینِ کرام! اس وقت مملکتِ پاکستان کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس آزمائش سے گزر رہی ہے کہ ایک طرف سیلابی ریلے نے اور دوسری طرف آپس کی دشمنیوں نے ایک خوف کی فضا قائم کر رکھی ہے، لوگ گھروں سے بے گھر ہو کر بھوک سے نڈھال ہیں، اُن کے مال پانی میں غرق ہو گئے، ان کے کھیتی باڑی تباہ و برباد ہو گئی، اُن کے مویشی بھی ڈوب گئے، اس پر افسوس در افسوس اس بات کا کہ ان لوگوں کے خالی گھروں میں جو مال بچ گیا ہے یا مویشی زندہ رہ گئے ہیں، لٹیرے لوٹ لوٹ کر لے جا رہے ہیں جب کہ حکومتی ادارے بے بس نظر آ رہے ہیں۔ حکومتی مشینری بالکل ٹھپ ہو گئی ہے۔

قارئینِ کرام! اللہ کی طرف سے یہ آزمائش اور عذاب اس لیے ہے کہ ہمارے اعمال اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ملک میں جتنے حکومتی ادارے ہیں، ان کا حال یہ ہے کہ سب دیوالیہ ہونے کے قریب ہیں کہ ادارے کے ملازمین نے اس کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے اور جو پیسہ حکومتی اداروں کی ملکیت ہونا چاہیے تھا، وہ سب ان کی جاکماد اور بینک بیلنس کی صورت میں غیر ملکی بینکوں میں محفوظ ہو چکا ہے۔ رشوتوں کا بازار اتہاپر پہنچ چکا ہے، لین دین میں شاید ہم نے شعیب علیہ السلام کی اُمت کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کہ اگر ۱۰۰ فی صد نہیں تو ۹۰ فی صد تجارت میں بے ایمانی کی جارہی ہے، آپس کے لین دین میں اخلاص ختم ہو چکا ہے، خونِ خون کا پیاسا بن چکا ہے، لوگ ایک دوسرے کے مال کو ہڑپ کرنے اور قبضہ کرنے میں دیر نہیں لگاتے، منشیات کا کاروبار عروج پر ہے، ہماری ماؤں بہنوں نے بے پردگی کی انتہا کر دی ہے، علمائے مکی بہتات ہو گئی ہے، اساتذہ کرام نے اسکول کالجوں میں پڑھانا چھوڑ دیا ہے اور اسی اوقات میں وہ اپنے یوشن سینٹرز چلا رہے ہیں، ہزاروں استاد بغیر پڑھائے تنخواہیں لے رہے ہیں، نیز حکومت کے لاکھوں ملازمین اپنی ملازمت کے اوقات میں دوسرے کاروبار کر رہے ہیں، نفرتوں کا عالم یہ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر قتل و غارت کی جارہی ہے، ایک آدمی مرتا ہے یا مارا جاتا ہے تو اس کے چکر میں ہنگامہ آرائی ہوتی ہے اور مزید ۱۰۰ آدمی مار دیے جاتے ہیں، مساجد میں قرآن پڑھا جا رہا ہے اور ہزاروں لاکھوں افراد سن رہے ہیں لیکن کیوں کہ معنی نہیں جانتے، اس لیے ان کا سننا بے معنی ہوتا جا رہا ہے،

اس اُمت کو مکمل نیست و نابود کرے کہ اللہ کا آخری رسول ان کے درمیان خاتم النبیین کی شان کے ساتھ موجود ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ہمارا دستور تو یہ ہے کہ گلِ امت ختم کر دیں مگر اسے محبوب! آپ کی تمام امت کبھی ختم نہ کریں گے کیوں کہ آپ ان کے درمیان موجود ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الأنفال: ۳۳)

”اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اسے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔“ قارئین کرام! اس اُمت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ رہتی دنیا تک اس اُمت کے لیے مخلصین اللہ کے آگے توبہ و استغفار کرتے رہیں گے اور نہ صرف اپنی بل کہ اُمتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کی دعائیں مانگتے رہیں گے۔ اسی لیے یہ اُمت مکمل طور پر نیست و نابود نہ کی جائے گی۔ ہاں، جب ایک بندہ بھی اس کے آگے استغفار کرنا چھوڑ دے گا تو پھر اللہ رب العزت قیامت کا اعلان فرما کر صور پھٹکوادے گا اور یوں یہ پوری دنیا ختم ہو جائے گی۔

اللہ عزوجل نے ایک اور اہم خوش خبری یا مشرہ قرآن میں یہ بھی دیا کہ اللہ کی ذات سے یہ یقین رکھو کہ جب تم معافی طلب کرو گے تو وہ ضرور ضرور معاف فرمائے گا اور اس کی رحمت و مغفرت سے کبھی مایوس نہ ہونے چاہئے ارشاد خداوندی ہے:

أَوَلَمْ يَغْلِبُوا أَنَّ اللَّهَ يُسْطِرُّ الرُّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰﴾ قُلْ لِيُعْبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ

قرآنی تعلیمات سے ایسا دور بھاگتے ہیں جیسے کوئی آگ سے دور بھاگتا ہے، قرآن کریم کو کوئی پڑھنا ہی نہیں چاہتا، کوئی سمجھنا ہی نہیں چاہتا پھر عمل کرنا تو دور کی بات ہے۔ دین کی تبلیغ کے لیے ہر کوئی کھڑا ہو گیا ہے چاہے وہ اہل ہو یا نہ ہو اور نا اہل لوگوں نے تبلیغ دین کا بیڑا اٹھا کر دین کا مزید بیڑا غرق کر دیا ہے۔ اب احادیث کی ضرورت بھی ختم، نبی کی ضرورت بھی ختم، اولیاء کی عظمت ختم، فاتح خوانی کے لیے قرآن کا پڑھنا ختم۔۔۔ اپنے مطلب کے لیے ہر حدیث ضعیف قرار دی جا رہی ہے۔ واللہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین کرام! اس پس منظر میں عذاب الہی نہ آئے تو تعجب ہو گا اور جو عذاب آیا ہے، ہمارے برے اعمال کے مقابلے میں ابھی بھی کم ہے کیوں کہ آئے ہیں سب کے برابر صالحین ابھی بھی موجود ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری میں مصروف ہیں اور اللہ کے آگے سر یہ سجدو ہو کر اس عذاب کو ٹالنے اور اُمت کو اس عذاب سے نجات دلانے کے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں۔

قارئین کرام! یہ تو اللہ کا دستور چلا آیا ہے کہ جب امتیوں کی نافرمانی بڑھی اور نبی نے ان کے لیے بددعا فرمائی، اللہ نے اس اُمت کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچ سو دنیا میں انسانوں کو انسانیت سکھانے اور اللہ کی بندگی کا راستہ بتانے کے لیے تشریف لائے اور اکثر و بیشتر انبیائے کرام کی اُمت کو اللہ نے مکمل نیست و نابود کر دیا جب کہ اس اُمتِ محمدیہ میں پچھلے تمام امتیوں کی نافرمانیاں اکٹھی ہو گئیں مگر اللہ تعالیٰ کا یہ کرم بالاسے کرم ہے کہ اس نے اس اُمت کو کبھی بھی مکمل طور پر ختم نہیں کیا کہ اگر یہ اُمت ختم ہو گئی تو پھر اللہ کی بندگی کون سی اُمت کرے گی اور کیوں کر

رضا خاں بریلوی مندرجہ بالا آیات کا اشعار کی صورت میں اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

میں نے مانا کہ حامد گنہ گار ہے
معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولا مگر تو تو غفار ہے
کہتی رحمت ہے مجرم سے، لَا تَقْنَطُوا
(تذکرہ جمیل از ابراہیم خوشتر)
اور امام احمد رضا کے چھوٹے صاحب زادے مفتی
اعظم ہند نے بھی یوں مدعا بیان کیا۔

بد ہوں، مولا میرے! مجھ کو کر دے نیکو
رختِ اعمال ہے چاک، فرما فرما
تیری رحمت کی امید ہے اے عفو!
کہ ہے ارشادِ قرآن لَا تَقْنَطُوا

قارئین کرام! آئیے ہم سب مل کر فردا فردا بھی اور
جہاں موقع ملے، اجتماعی طور پر بھی اپنے ناراض اللہ کو منانے اور
راضی کرنے کے لیے انبیاء کرام کی سنت کو ادا کرتے ہوئے
اور بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت کو
سامنے رکھتے ہوئے کثرت سے استغفار کا ورد کر دیں، کثرت
سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجیں، اپنی
کو تاہیوں پر معافی مانگیں۔ جو ہو چکا سو ہو چکا، اب تمام رشوت
خورد رشوت سے دوری کی، تمام تاجر حضرات بے ایمانی سے
دوری کی اور تمام حکومتی کارندے انتہائی ایمان داری سے اس
ملک کی خدمت کرنے کا عہد کریں، تمام لوٹ کھسوٹ کرنے
والے لوٹا ہو مال واپس کرنے اور مزید کسی کا مال ہڑپ نہ کرنے
کا وعدہ کریں، تمام اساتذہ کرام اپنے معاوضے کو حلال بنانے کا
 وعدہ کریں، تمام مائیں بہنیں بے پروگی کی لعنت سے توبہ کر کے

رَحْمَةُ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يُغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۖ إِنَّهُ هُوَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۵۲﴾ (الزمر: ۵۲)

”کیا انھیں معلوم نہیں کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے
جس کے لیے چاہے اور شک فرماتا ہے، بے شک اس میں
ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔ تم فرماؤ اے
میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی
رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے
بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“

اللہ عزوجل نے انفرادی یا اجتماعی انسانوں کے گناہوں
کو معاف کرنے کا بندوبست بھی فرمادیا اور طور و طریقہ بھی
قرآن کے ذریعے سکھادیا کہ کس طرح اور کہاں یہ سب گناہ
معاف ہو سکتے ہیں تاکہ پھر اللہ کی رحمتوں سے کوئی مایوس نہ
ہو۔ چنانچہ سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ
تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء: ۶۴)

”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے
محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی
چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت
توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اس آیت
کے مفہوم کو یوں بھی بیان کیا۔

یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جو شش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی
(حدائق بخشش از امام احمد رضا)
امام احمد رضا کے بڑے صاحب زادے مولانا حامد

کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں معافی نصیب فرما اور آئندہ تمام بد اعمالیوں سے محفوظ فرما، اپنے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری نصیب فرما، اس مملکت پاکستان کی حفاظت فرما، یہاں کے رہنے والوں کے جان و مال، عزت و آبرو اور ایمان کی حفاظت فرما اور اس ملک کو جلد از جلد تمام عذابوں سے نجات نصیب فرما، ہمیں ایک دفعہ پھر اعمال صالحہ کے ساتھ زندگی گزارنے کی سعادت نصیب فرما، ہر مسلمان کو ایک دوسرے کے ساتھ نیک رویہ رکھنے کی توفیق عطا فرما، ہماری زبان اور ہمارے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کی جانوں کو محفوظ فرما، ہماری ماں بہنوں کو حیا کی چادر اوڑھنے کی توفیق عطا فرما، ہماری حکومت کے لوگوں کو عقل سلیم اور ایمان داری نصیب فرما، ہمارے ملک کے علما و اساتذہ کرام کو نیک کردار بننے کی سعادت نصیب فرما، الہی ہماری خطاؤں کو درگزر فرما کر ہم پر رحم فرما۔

آخر میں اللہ کے حضور مناجات کے یہ چند اشعار:

ہم کو تو بھر و سا ہے یارب تری رحمت کا

افضال و کرم کا اور الطاف و عنایت کا

آزاد و کھوں سے اب کر دے ہمیں اے مولا

ہو غیب سے پیدا کچھ اسباب فراغت کا

کیا ہو گی کمی تیرے قدرت کے خزانوں میں

گر ہم پہ بھی یارب ہو باران تری رحمت کا

یارانِ غنی دل سے ہیں سر بسجود اس دم

منظور دعا ہو در کھل جائے اجابت کا

(سائیں عبدالغنی قادری قلندری)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ

اِلَیْهِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَکْ وَسَلِّمْ۔

حیا کی چادر اوڑھنے کا وعدہ کریں، تمام مسلمان مرد و عورت پنج وقتہ نماز پڑھنے کا وعدہ کریں، تمام لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آنے کا ارادہ کریں، ہر مسلمان اپنی زبان اور ہاتھ سے یہ وعدہ کرے کہ اب یہ کسی پر ناجائز نہیں اٹھے گا۔ اس کے بعد اللہ کے حضور توبۃ النصوح کریں۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں کرم کرے گا اور یہ ملک مزید تباہ کاریوں سے محفوظ ہو سکے گا۔ اور اگر ابھی بھی ہم نے قرآن و حدیث یعنی اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل نہ کیا باوجود اس کے کہ قرآن و حدیث کی صورت میں بہت بڑی نصیحت ہمارے سامنے ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُ لَہٗ تَعٰظُوْنَ قَوْمًا مِّنْهُمْ کُفْرًا مَّعٰذَ رَبِّہٖ اَوْ مَعٰذَ بَعْضِہٖ عَصٰی اَیَّہُمْ اَفَا نُوْثِقُوْہُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَ لَعَنَیْہُمْ یٰسَعْدُوْنَ ۝ فَکَذَّبُوْا بِآیٰتِہٖ اَنْجِیْنَا الَّذِیْنَ یَنْفِقُوْنَ سِیْنِ السُّوْرَةِ وَ اَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَنُنُّوْا بِغَدَابِہٖ فَبِیْنٰیۤہُمْ کَاۡنُوْا یَفْشِقُوْنَ ۝ (الاعراف: ۱۶۳، ۱۶۴)

”اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا، بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو اور شاید انہیں ڈر ہو۔ پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچا لیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو بُرے عذاب میں پکڑا لیا۔ ان کی نافرمانی کا۔“

اے اللہ! ہم تمام مسلمانوں کو اپنے اپنے برے اعمال، بد کاریوں، بے ایمانیوں، بد گوئیوں اور ہر بُرے عمل پر معافی مانگنے کی توفیق عطا فرما اور تو اپنے فضل و کرم اور حضور ﷺ



معارف قرآن
من افاضات امام احمد رضا

سورة البقرة

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

گذشتہ سے پیوستہ

بہم تغاثون وبہم ترزقون وبہم تمطرون۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خواب میں مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے، انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی، انہیں کی برکت سے مینہ دیئے جاوے گے۔

۴۱۸۷۔ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا یزال اربعون رجلا من امتی، قلوبہم علی قلوب ابراہیم، یدفع اللہ بہم عن اهل الارض ینال لہم الابدال۔
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا۔ ان کا لقب ابدال ہوگا۔

۴۱۸۸۔ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا یزال اربعون رجلا یحفظ اللہ بہم الارض، کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ آخر وہم فی الارض کلہا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ چالیس لوگ ایسے رہیں گے جن کے سبب اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوگا تو دوسرا اس کی جگہ قائم کیا جاتا رہے گا، یہ تمام روئے زمین میں ہوں گے۔

۴۱۸۹۔ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان للہ فی

۴۱۸۳۔ عن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الابدال بالشام یكونون وہم اربعون رجلا، بہم تسقون الغيث، وبہم تنصرون علی اعدائکم، ویصرف عن اهل الارض البلاء والغرق۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں، انہیں کے ذریعہ بارش ہوتی ہے، انہیں کے سبب دشمنوں پر مدد ملتی ہے انہیں کے سبب اہل زمین سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہے۔

۴۱۸۴۔ عن عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الابدال فی اهل الشام، وبہم ينصرون وبہم یرزقون۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابدال اہل شام میں ہیں، انہیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں انہیں کے وسیلے سے رزق۔ (الاسن والعلی: ۶۶)

۴۱۸۵۔ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لن تخلوا الارض من اربعین رجلا، مثل خلیل الرحمن، فیہم تسقون وبہم تنصرون۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیائے کرام سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے ہوں گے، انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملے گا اور انہیں کے سبب مدد پاوے گے۔

۴۱۸۶۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لن تخلوا الارض من ثلاثین مثل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

فی مساجدہم وحبوبہ تحت برانسہم، فہؤلاء یدفع اللہ بہم البلاء ویزیل من الاعداء وینزل غیث السماء، فواللہ! لہؤلاء من القراء اعز من الکبریت الاحمر۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھنے والے تین قسم کے لوگ ہیں: ایک وہ جو اس کے ذریعہ بادشاہوں کے یہاں عزت کا خواہاں ہوا اور لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے درپے رہا۔ دوسرا وہ جو قرآن عظیم کو اچھی آواز اور خوب ادائیگی کے ساتھ پڑھتا رہا لیکن اس کے احکام پر عمل نہ کیا۔ ان دونوں قسموں کے لوگ بہت ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو تعداد میں زیادہ نہ کرے۔ تیسرا وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور اس کی دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس سے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلادِ فتح فرماتا ہے، اور دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا ہے، اور آسمان سے مینہ برساتا ہے، خدا کی قسم! قاریانِ قرآن میں ایسے لوگ گوگردِ سرخ سے بھی کیا ہاں ہیں۔ (الاسن والعلی: ۶۸)

﴿حواشی وحوالہ جات﴾

- ۳۱۸۳. کنز العمال للمتی، ۳/۳۵۹۳، ۱۲/۱۸۶
- ۳۱۸۳. المعجم الاوسط للطبرانی، ۳/۲۳۷
- ☆ مجمع الزوائد للہیثمی، ۱۰/۶۳
- ۳۱۸۵. المعجم الاوسط للطبرانی، ۳/۲۳۷
- ☆ مجمع الزوائد للہیثمی، ۱۰/۶۳
- ۳۱۸۶. اتحاف السادة للزبیدی، ۸/۳۸۶
- ☆ الدر المنثور للسیوطی، ۱/۳۳۰
- ☆ الحاوی للفتاویٰ، ۲/۲۲۸
- ☆ الآلی المصنوعة للسیوطی، ۲/۱۷۷
- ۳۱۸۷. مجمع الزوائد للہیثمی، ۱۰/۶۳
- ☆ اتحاف السادة للزبیدی، ۸/۳۸۶
- ۳۱۸۸. کنز العمال للمتی، ۳/۳۲۱۳، ۱۲/۱۹۱
- ۳۱۸۹. کنز العمال للمتی، ۳/۳۲۶۹، ۱۲/۱۹۳
- ۳۱۹۰. کنز العمال للمتی، ۲/۲۸۸۲، ۱۰/۶۲۳

﴿جاری ہے﴾

الخلق ثلاث مائة قلوبہم علی قلب آدم، وللہ فی الخلق اربعون قلوبہم علی قلب موسیٰ، وللہ فی الخلق سبعة قلوبہم علی قلب ابراہیم، وللہ فی الخلق خمسة قلوبہم علی قلب جبریل، وللہ فی الخلق ثلاثة قلوبہم علی قلب میکائیل، وللہ فی الخلق واحد قلبہ علی قلب اسرافیل، فاذا مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلاثة، واذا مات من الثلاثة ابدل اللہ مکانہ من الخمسة، واذا مات من الخمسة ابدل اللہ مکانہ من السبعة، واذا مات من السبعة ابدل اللہ مکانہ من الاربعین، واذا مات من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من الثلاثمائة، واذا مات من الثلاثمائة ابدل اللہ مکانہ من العامة، فیہم یحی ویمیت ویمطر وینبت یدفع البلاء۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے خلق میں تین سو اولیا ہیں کہ ان کے دل قلبِ آدم پر ہیں، اور چالیس کے دل قلبِ موسیٰ پر، اور سات کے قلبِ ابراہیم، اور پانچ کے قلبِ جبریل، اور تین کے قلبِ میکائیل، اور ایک کا دل قلبِ اسرافیل پر ہے، علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک مرتبہ تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے، اور پانچ والے کا عوض سات سے، اور سات کا چالیس سے، اور چالیس کا تین سو سے، اور تین سو کا عام مسلمین سے کیا جاتا ہے۔ انہیں تین سو چھپن اولیا کے ذریعہ سے خلق کی حیات، موت، مینہ کا برسنہ، نباتات کا آگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔ (الاسن والعلی: ۶۷)

۳۱۹۰. عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: قراء القرآن ثلاث، رجل قرء القرآن فاتخذہ بضاعة فاستحرمہ الملوک واستمال بہ الناس، ورجل قرء القرآن فاقام حروفہ وضیع حدودہ، کثر هؤلاء من قراء القرآن لا کثرہم اللہ تعالیٰ، ورجل قرء القرآن فوضع دواء القرآن علی داء قلبہ فاسھر بہ لیلہ واطمأ بہ نہارہ وقاموا

گذشتہ سے پیوستہ

۵۔ تبلیغ و عمل

 معارفِ حدیث
من افاضات امام احمد رضا

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

کتاب العلم

کے بارے میں ان کا بڑا گہرا رد ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اس کے سوال کے بعد حرام کر دی گئی۔

[۵] امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

یہ احادیث باعلیٰ ندا منادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں، نہ ان کی اجازت ثابت، نہ ممانعت وارد، وہ اصل جواز پر ہیں، ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع ونا درست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا؟ اس کے بغیر پوچھنے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی بالجلہ یہ قاعدہ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا ہرائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے، اور جس کی نسبت کوئی ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز و مباح و روا، اس کو حرام و گناہ ونا درست و ممنوع کہنا شریعت پر افتراء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۳/۵۵۲، ۵۵۳)

(۱۰) زیادہ قیل وقال سے بچو

۲۵۹۔ عن المغيرة بن شعبة رضى الله تعالى عنه قال: قال صلى الله تعالى عليه وسلم: إِنْ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ قَيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بلا وجہ قیل وقال، کثرت سوال، اور مال برباد کرنے کو ناپسند فرماتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۶/۳۲۲)

(۱۱) نااہل کو ذمے دار نہ بناؤ

۲۶۰۔ عن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم:

۲۵۶۔ عن امير المؤمنين علي كرم الله تعالى وجهه الكريم قال: من علمني حرفا فقد صيرني عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق.

امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا، اب خواہ وہ مجھے فروخت کرے یا آزاد کر دے۔

(۹) کثرتِ سوال منع ہے

۲۵۷۔ عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ذُرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاجْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَآءِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَتَأْتُوا مِنهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بات پر میں نے تم پر تھمیں (ٹھکی) نہ کی اس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی آیتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر قدرت بجالاؤ۔

۲۵۸۔ عن سعد بن أبي وقاص رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إِنْ أَغْطَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَحْرَمْ عَلَى النَّاسِ فَحَرَمَ مِنْ رَجُلٍ مَسْأَلَتِهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک مسلمانوں

﴿حوالہ جات﴾

۲۵۷ الجامع الصحيح للبخاری، الا اعتصام، ۲/ ۱۰۸۲

☆ الصحيح لمسلم، الحج، ۱/ ۳۳۲

☆ السنن لابن ماجہ، المقدمة، ۱/ ۲

☆ الجامع للترمذی، العلم، ۲/ ۹۳

☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۲/ ۲۳۷

☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ۱/ ۳۸۸

☆ التمهید لابن عبد البر، ۱/ ۱۳۸

☆ مجمع الزوائد للہیثمی، ۱/ ۱۵۸

☆ اتحاف السادة للزییدی، ۲/ ۵۰

☆ الدر المنثور، ۲/ ۳۳۵

۲۵۸ الجامع الصحيح للبخاری، الاعتصام، ۲/ ۱۰۸۲

☆ الصحيح لمسلم، الفضائل، ۲/ ۲۶۲

☆ السنن لابن داؤد، السنن، ۲/ ۲۳۶

☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۱/ ۱۷۶

☆ المستدرک للحاکم، ۳/ ۶۲۶

☆ التفسیر للقرطبی، ۶/ ۳۳۵

☆ مشکل الآثار للطحاوی، ۲۰/

☆ فتح الباری للعسقلانی، ۱/ ۲۶۳

۲۵۹ الجامع الصحيح للبخاری، الاستقراض، ۱/ ۳۲۳

☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۳/ ۲۳۹

☆ کنز العمال للمتقی، ۲۸/ ۱۶۰۳۰۸۶

☆ جمع الجوامع للسیوطی، ۳۹۳۳

☆ المستدرک للحاکم، ۳/ ۱۰۳

☆ کنز العمال للمتقی، ۱۳۶۸۷، ۶/ ۲۵

☆ الترغیب والترہیب للمتدری، ۳/ ۱۷۹

☆ الفردوس للدیلمی، ۳/ ۶۰۲

☆ اتحاف السادة للزییدی، ۳/ ۱۲۳

☆ کنز العمال للمتقی، ۱۶/ ۱۰۲۹۰۱۹۳

☆ کنز العمال للمتقی، ۱۰۳/ ۱۷۹۰۳

☆ لسان المیزان لابن حجر، ۵/ ۹۱۱

﴿جاری ہے.....﴾

مَنْ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ عَصَابَةِ وَفِيهِمْ مَنْ هُوَ اَرْضَىٰ لِلَّهِ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللَّهَ وَخَانَ رَسُولَهُ وَخَانَ الْمُؤْمِنِينَ (فتاویٰ رضویہ حصہ دوم ۱۳۶/۹)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی قریبی رشتہ دار کو حاکم بنایا اور لوگوں میں اس سے زیادہ کوئی شخص حاکم بننے کے لائق ہے تو اس نے اللہ و رسول اور تمام مؤمنین کی خیانت کی۔ ۱۲م

(۱۲) حصولِ علم برائے جاہ و مال مذموم ہے

۲۶۱. عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مَنْ أَكَلَ بِالْعِلْمِ طَمَسَ اللَّهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ، وَرَدَّهٗ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَكَانَتْ النَّارُ أَوْلَىٰ بِهِ. فتاویٰ رضویہ حصہ دوم ۲۲/۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم دین کو محض کھانے پینے کا ذریعہ بنایا اللہ تعالیٰ اسکی صورت بدل دے اور اس کو خائب و خاسر لوٹائے گا اور وہ مستحق جہنم ٹھہرے گا۔ ۱۲م

(۱۳) فتنوں کے ظہور کے وقت عالم پر علم کا ظاہر کرنا فرض

۲۶۳. عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: إِذَا ظَهَرَتِ الْفِتْنُ أَوْ قَالَ الْبِدْعُ فَلْيُظْهِرْ الْعَالِمُ عِلْمَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدعتیں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے اور نہ نفل۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ دوم ۹/ ۲۸۶، ۳۰)

عید الفطر

﴿ماخوذ از ”احکام رمضان“ از خلیفہ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ﴾

حیثیت کے مطابق زندہ رہنے کے لیے محتاج ہے مثلاً رہنے کا مکان، جاڑے، گرمی کے کپڑے، خانہ داری کا سامان، سواری کے جانور، مجاہد کے لیے ضروری ہتھیار، پیشہ ور کے لیے اوزار، علماء کے لیے ضرورت کی کتابیں۔ منہ سے فاضل نصاب (نصاب ہر مال کا جدا گانہ ہے۔ سونا ساڑھے سات تولہ، چاندی ساڑھے باون تولہ، اونٹ پانچ، گائیں تیس، بکریاں یا بھیڑیں چالیس، تجارت کی چیزیں سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت کی ہوں۔ منہ غفرلہ) کے قابل مال ہو (زکوٰۃ کے لیے نصاب پر سال گزرنا لازم مگر صدقہ فطر کے لیے نہیں) مرد پر بھی واجب ہے کہ اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی دے (اور بالغ اولاد کو دینے کی ہدایت کرے) اگر باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے، اپنے یتیم پوتا پوتی کی طرف سے وہ صدقہ فطر دے۔

ایک صدقہ فطر کی مقدار

گیہوں یا اس کا آٹا یا ستوا آدھا صاع۔ کھجور، منقہ یا جو یا اس کا آٹا یا ستوا ایک صاع بالکل صحیح تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ ایک صاع۔ آج کل (ساڑھے چار سیر) کے وزن کے برابر ہوتا ہے اور آدھا صاع (سوادو سیر) وزن کے برابر۔ گیہوں اور جو دینے سے آٹا دینا افضل اور آٹے سے بھی بہتر اس کی قیمت کا دینا۔ صدقہ فطر ہمیشہ اچھی عمدہ قسم کا ہو۔ اس لیے قیمت دے تو بھی عمدہ قسم کے گیہوں یا جو کی۔ اگر خراب قسم کا غلہ دیا یا معمولی درجہ کے اناج کی قیمت لگائی تو اسی قدر صدقہ فطر میں کمی رہے گی جس کا پورا کرنا واجب

جب سرکارِ دو عالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے، اہل مدینہ کو دیکھا کہ سال میں دو دن (مہرگان و نیروز) خوشی کرتے تھے، فرمایا۔ ”یہ کیا دن ہیں؟“ لوگوں نے عرض کیا۔ ”جالبیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے۔“ فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہیں دیے عید الاضحیٰ و عید الفطر۔“ اس لیے عید الفطر کے مبارک دن صبح سویرے اٹھیے۔ نماز فجر سے فارغ ہو کر خط بنوایے۔ ناخن ترشوائے۔ مسواک کیجیے۔ غسل فرمائیے۔ حسب استطاعت شروع جائز اچھے کپڑے پہنیے، نئے ہوں تو وہ، ورنہ دھلے ہوئے سہی۔ خوشبو لگائیے۔ جانے سے پہلے چند کھجوریں، چھوڑے، یا کوئی میٹھی چیز کھائیے۔ بہتر یہ ہے کہ تین کھجوریں یا چھوڑے کھائیے کہ سنت یہی ہے۔

خود تو کھاتے پیتے، خوشیاں مناتے ہو، اپنے غریب بھائی بہنوں مسلمان یتیم و لاوارث بچوں کا خیال کیجیے اور صدقہ فطر دیجیے۔

صدقہ فطر

روزے معطل رہیں گے جب تک صدقہ فطر نہ دو گے جو کچھ لغو اور بیہودہ باتیں روزہ میں ہو گئیں، صدقہ فطر روزوں کو ان سے پاک کر دے گا۔ صدقہ فطر عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی واجب ہوتا ہے۔ ہر مسلمان آزاد جس کی ملک میں ہو اس وقت حاجت اصلی (حاجت اصلی سے مراد وہ ضروریات زندگی ہیں، جن کا انسان اپنی

اگر چاول، جوار، باجرہ یا کسی اور ایسے ہی غلہ کی قسم سے صدقہ فطر دینا چاہے تو گیہوں یا جو کی قیمت کا لحاظ کر کے دے یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت میں جتنا وہ غلہ آئے اسی قدر، یہاں تک کہ گیہوں یا جو کی کچی پکانی روٹی دے تو بھی گیہوں یا جو کی قیمت کے لحاظ سے۔

وقت

مسنون و بہتر یہ ہے کہ عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دے اور اگر نہ دیا تو واجب سر پر رہے گا۔ عمر بھر میں جب دینا چاہے ادا ہو جائے گا۔

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی واجب ہوتا ہے۔ پس جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا مالدار تھا، فقیر ہو گیا یا کافر صبح ہونے کے بعد مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہوا تو واجب نہ ہوا۔

صدقہ فطر کس کو دیا جائے؟

صدقہ فطر کے مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مگر عاملوں (عامل بیت المال کا کارندہ۔ حکومت اسلامیہ کے بیت المال کے کارندوں کو یعنی زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے والوں کی تنخواہیں صدقہ فطر کی رقم سے نہیں دی جاسکتیں۔ ۱۲ منہ) کا اس میں حق نہیں مسلمان فقیر یعنی ایسا ضرورت مند جس کے پاس نصاب کے قابل مال نہیں یا اگر بے تو قرض وغیرہ میں ڈوبا ہوا۔

مسلمان مسکین یعنی ایسا ضرورت مند جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، نہ ستر ڈھکنے کو کپڑا نہ پیٹ بھرنے کو کھانا۔ جہاد یا حج کو جانے والا مفلس۔ علم دین پڑھنے پڑھانے والا متعلم یا معلم ایسا ضرورت مند مسلمان مسافر جس کے پاس اس وقت سفر میں نصاب کے قابل مال نہ ہو (اگرچہ کفر پر

سب کچھ ہو)، بے یار و مددگار یتیمی ہوں یا متعلم و معلم یا فقیر و مسکین عالم جو زیادہ ضرورت مند وہی زیادہ مستحق۔ اپنی اصل یعنی دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ اور اپنی اولاد پینا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ کے سوا جو رشتہ ناتہ میں زیادہ قریب وہی سب سے اول حقدار، پھر ضرورت مند پڑوسی، پھر جو اپنی بستی میں زیادہ حاجت مند وہی دینے کے لیے اولیٰ۔

فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل۔ مگر عالم کو دے تو اس کے اعزاز کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادب کے ساتھ نذر کی صورت میں دے۔ معاذ اللہ اگر عالم دین کی حقارت (کہ عالم کو عوالم یعنی ملائیاملا نا جیسے تحقیر کے کلمات کہنا بھی کفر ہے)۔ (عالمگیری۔ منہ غفرلہ) کا وہم بھی دل میں آیا تو یہ ہلاکت بہت سخت ہلاکت ہے۔ کافر کو صدقہ فطر دینے سے ہرگز ادا نہ ہو گا۔ اکثر نادانف غیر مسلم بھنگیوں کو صدقہ فطر کا اناج تقسیم کیا کرتے ہیں۔ یہ تقسیم مال کا برباد کرنا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ ذمی کافر (ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو سلطنت اسلامی میں مسلمانوں کی امان میں رہتا ہو اور جزیہ دیتا ہو اس کی جان و مال کی حفاظت سلطنت اسلامی پر واجب۔ منہ غفرلہ) کو بھی دینا جائز نہیں۔ نیز مسلم نہاد عقیدہ لوگ بھی ہرگز زکوٰۃ و صدقات کے مستحق نہیں۔ ”مثلاً تبرائی رافضی، خارجی، قادیانی، بابی اور خدا جل و علاء و انبیاء علیہم التحیۃ و الثناء میں سے کسی کی جناب میں ادنیٰ گستاخی کرنے اور کلمات توہین بکنے اور لکھنے والے کہ وہ یقیناً اسلام سے خارج۔“

ایک شخص کا فطرہ ایک ہی آدمی کو دینا بہتر اگر کئی کو تقسیم کیا تو بھی ادا ہو گیا اسی طرح چند آدمیوں کا فطرہ ایک مستحق کو دینا جائز۔

نماز عید

نماز عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ جانا سنت ہے۔ اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو، بلاوجہ عید چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ ہاں اگر کوئی عذر شرعی مانع ہو تو اجازت۔ خوشی ظاہر کرتے ہوئے، کثرت سے صدقات و خیرات دیتے، اطمینان و وقار کے ساتھ نچی نگاہ کیے آپس میں مبارکباد دیتے یہ تکبیر کہتے ہوئے عید گاہ جاتے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْمُحْمَدُ

عید گاہ میں پہنچ کر جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے لوگوں کو پھلانگ کر جانا سخت بے تمیزی ہے، جب تک نماز کھڑی ہو تکبیر و جہیل و ذکر الہی میں مصروف رہے۔

نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے۔ عید گاہ میں ہو یا گھر پر۔ نیز نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ۔ گھر پر پڑھ سکتا ہے۔

وقت

ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد سے ضحوة کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک نماز عید کا وقت ہے مگر عید الفطر میں آفتاب بلند ہونے کے بعد ذرا دیر سے نماز پڑھنا مستحب۔ لیکن نہ اتنی کہ نماز عید کا سلام پھیرنے سے پہلے زوال ہو جائے کہ اس شکل میں نماز نہ ہوگی۔

نماز عید کی ترکیب اور

ضروری مسائل

”دو رکعت نماز واجب عید الفطر چھ تکبیروں کے ساتھ ادا کرنے“ کی نیت کیجیے۔ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لیجیے اور سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ

وَيَحْمَدُ لَعَنَ۔ آخر تک پڑھیے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیجیے۔ پھر دوسری بار کانوں تک ہاتھ اٹھائیے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیجیے۔ پھر تیسری بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیے اور باندھ لیجیے۔ پھر امام اَعُوْذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ آہستہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور جو کچھ قرآن عظیم سے پڑھنا ہے، جبر کے ساتھ پڑھے، مقتدی خاموش کان لگائے سنتے رہیں۔

سنائی نہ دے تو چپ چاپ کھڑے رہیں۔ رکوع اور سجدوں سے نمٹ کر، دوسری رکعت میں پہلے اَلْحَمْدُ اور جو کچھ قرآن عظیم سے پڑھنا ہے، پڑھے۔ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیے اور چھوڑ دیجیے۔ پھر کانوں تک اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیے اور چھوڑ دیجیے۔ پھر تیسری بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیے اور چھوڑ دیجیے۔ پھر چوتھی بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں جائیے اور نماز پوری کیجیے۔ بعد سلام خشوع و خضوع کے ساتھ مالک بے نیاز کی بارگاہ میں دستِ تمنا پھیلانے ہوئے مانگیے جو کچھ مانگنا ہے کہ اس کے خزانے میں کچھ کی نہیں۔ جو مانگنا ہے، اب مانگ لو کہ اوھر دریائے رحمت جوش میں ہے۔ ابر کرم کے چھینٹے پڑ رہے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ جو آج پھر پور ہو جائے اور بد نصیب ہے وہ جو اس مبارک ساعت میں بھی محروم رہ جائے۔

خطبہ

نماز عید کے بعد امام کو دو خطبہ پڑھنا اور سب مقتدیوں کو غور و توجہ کے ساتھ چپ چاپ بیٹھ کر سننا سنت ہے۔

خطیب پہلا خطبہ شروع کرنے سے پہلے ۹ بار اور دوسرے سے پہلے ۷ بار اور منبر سے اترنے سے پہلے ۱۴ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔

عید گاہ جانے اور واپس آنے کے آداب

عید گاہ جانے کے لیے اگر پیدل چلنے کی طاقت رکھتا ہے تو بھی افضل ورنہ سواری پر جائے اور سواری پر واپسی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

جس راہ سے عید گاہ کو جائے، واپسی کے وقت اس کے سوا کسی دوسرے راستہ کو اختیار کرے کہ یہی سنت ہے۔ بعد نماز عید معافقہ و مضافہ کرنا جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے ایک فعل مستحسن ہے کہ اس میں اظہارِ مسرت بھی ہے۔ اور جن کے دلوں میں بغض و کدورت تھی ان کے ملاپ کی بھی بہترین صورت۔ اہل اللہ کے نزدیک اس وقت کے معافقے میں خاص برکت کہ ایک ذکر و شغلِ قلب انوار و تجلیاتِ الہیہ کی جو خاص نورانیت اور کیفیت اپنے قلب میں پارہا ہے۔ دوسرے اہل دل بھی اس سے متمتع (توجہ اتحادی صوفیائے کرام بصورتِ معافقہ ہی دیا کرتے ہیں۔ منہ غفرلہ) ہوں، اور روزہ کے مجاہدہ، شب زندہ داری کی ریاضت اور نماز عید کی سعادت نے جو نسبتِ قلب میں پیدا کی ہے اس کی چاشنی دوسروں کے لیے بھی حرص دلانے والی اور شوق بڑھانے والی ہے۔ آج قلبی آنکھوں کو محو تماشا کیا جا رہا ہے تو کل انشاء اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں بے نقاب جلوہ گر ہوں گے اور بے حجابانہ عشاق کو دیدار دکھائیں گے کہ

الصَّوْمُ لِي وَآنَا أَجْزَى بِهِ مِنْ اِسِي طَرَفِ اِثْرِهِ۔

فائز المراد ہونے والوں سے درخواست کہ

چو باحبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر حریفان بادہ پیمارا

☆☆☆

اتباعِ امام

امام نے اگر نماز میں چھ تکبیر سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے لیکن اگر تیرہ سے بھی زیادہ کہے تو پھر پیروی نہ کرے۔

پہلی رکعت میں امام کے تکبیریں کہنے کے بعد مقتدی جماعت میں شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے۔ اگرچہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو۔ اگر اس نے نہ کہیں تھیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو خود بھی رکوع میں چلا جائے اور رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے۔ اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان یہ ہے کہ تکبیریں کہہ کر رکوع میں مل جائے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہہ لے۔ اب اگر یہ تکبیریں کہنے نہ پایا تھا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھایا تو تکبیریں اس کے ذمہ سے ساقط ہو گئیں۔ رکوع میں جب تکبیر کہے تو ہاتھ نہ اٹھائے۔ اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے۔ جب اپنی اس رکعت کو پورا کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے تب کہہ لے۔

دوسری رکعت کی تکبیروں کی بھی صورت ہے کہ رکوع تک کہہ سکے کہہ لے ورنہ جب اس رکعت کو پورا کرنے کھڑا ہو کہہ لے۔ امام تکبیریں کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں تکبیریں کہے۔

پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا۔ قرأت شروع کر دی تو رکوع سے پہلے قرأت کے بعد کہہ لے۔

کسی عذر کے سبب عید کی نماز نہ ہو سکی مثلاً سخت بارش تھی یا چاند کی گواہی ایسے وقت گزری کہ اب نماز کا وقت نہیں رہا تو دوسرے دن پڑھ لیں۔

☆☆☆

تَحْلِي الْيَقِينِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ

(یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی ﷺ تمام رسولوں کے سردار ہیں)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ

گزشتہ سے ہیوستہ

آیتِ عاشرہ (دسویں آیت):

قرآن شریف کے تفصیلی ارشادات و محاورات و نقل اقوال و ذکر احوال پر نظر کیجیے، تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی شان سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بلند و بالا نظر آتی ہے، یہ وہ بحر ذخار ہے جس کی تفصیل کو دفترِ درکار علمائے دین مثل امام ابو نعیم و ابن فورک و قاضی عیاض و جلال سیوطی و شہاب قسطلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان تفرقوں سے بعض کی طرف اشارہ فرمایا۔ فقیر اذل ان کے چند اخراجات ذکر کر کے پھر بعض امتیاز کہ باندک تاہل اس وقت ذہن قاصر میں حاضر ہوئے ظاہر کرے گا تطویل سے خوف اور اختصار کا قصد میں پر اختصار کا باعث ہوا:

۱۔ غلی جلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمایا:

وَلَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُنْعَشُونَ^۱

اور مجھے رسوائہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

حبیبِ قریب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خود ارشاد ہوا:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ^۲

جس دن خدا رسوائہ کرے گا نبی اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

۲۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمنائے وصال نقلی کی: إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ^۳ (بے شک میں اپنے رب کی

۱۔ القرآن الکریم: ۲۶ / ۸۷۔

۲۔ القرآن الکریم: ۶۶ / ۸۔

۳۔ القرآن الکریم: ۳۷ / ۹۹۔

طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔ (ت) حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطاء دولت کی خبر دی: سُبْحَنَ الَّذِي آتَانِي بِعَبْدِهِ^۴ (پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ (ت)۔

۳۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آرزوے ہدایت نقل فرمائی: سَيَهْدِيْنِ^۵ (وہ مجھے راہ دے گا۔ (ت) حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا: وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا^۶ (اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ (ت)

۴۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے:

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ^۷

اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرمایا فرشتے ان کے لشکری و سپاہی بنے:

وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا^۸ (اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔ (ت)

رَبُّكُمْ وَمَنْ مَلَائِكَةُ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ^۹ (تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان دہی بھیجے گا۔ (ت)

وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ^{۱۰} (اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (ت)

۵۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا، انھوں نے خدا کی رضا چاہی:

وَعَجَلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى^{۱۱}

اور تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتایا، خدا نے اُن کی رضا چاہی:

4۔ القرآن الکریم: ۱۷ / ۱۔

5۔ القرآن الکریم: ۳ / ۹۹۔

6۔ القرآن الکریم: ۳۸ / ۲۔

7۔ القرآن الکریم: ۵۱ / ۲۳۔

8۔ القرآن الکریم: ۹ / ۳۰۔

9۔ القرآن الکریم: ۳ / ۱۲۵۔

10۔ القرآن الکریم: ۶۶ / ۳۔

11۔ القرآن الکریم: ۲۰ / ۸۳۔

فَلَنُؤْتِيَنَّكَ قِتْلَةً تَرْضَاهَا^{۱۲}

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ (ت)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ^{۱۳}

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (ت)

۶۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخوفِ فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظِ فرار نقل فرمایا:

فَفَرَزْتُ مِنْكُمْ نَشَأَ خِفْتُكُمْ^{۱۴}

تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا:

وَإِذْ يَمْكُورُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا^{۱۵}

اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔ (ت)

۷۔ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرمادیا:

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۚ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۚ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي^{۱۶}

الی آخر الآیات۔

اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کہ سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود

نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ (آیات کے آخر تک۔ ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فوق السلوٰت مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا:

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ^{۱۷}

اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (ت)

12۔ القرآن الکریم: ۲ / ۱۳۳۔

13۔ القرآن الکریم: ۹۳ / ۵۔

14۔ القرآن الکریم: ۲۶ / ۲۱۔

15۔ القرآن الکریم: ۸ / ۳۰۔

16۔ القرآن الکریم: ۲۰ / ۱۳ تا ۱۳۔

17۔ القرآن الکریم: ۵۳ / ۱۰۔

۸۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا:

لَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ¹⁸

خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ¹⁹

کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔

اب فقیر عرض کرتا ہے وبالله التوفیق:

۹۔ نوح و ہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دُعا نقل فرمائی:

رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كُنْتُ دُوبِنَ²⁰

الہی! میری مدد فرما بلا اس کا کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا:

وَيَنْصُرْكَ اللَّهُ نَصْرًا عَظِيمًا²¹

اور اللہ تیری مدد فرمائے گزر بردست مدد۔

۱۰۔ نوح و خلیل علیہما الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا، انھوں نے اپنی اُمت کی دعائے مغفرت کی:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ²²

اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (ت)

18۔ القرآن الکریم ۳۸ / ۲۶۔

19۔ القرآن الکریم: ۵۳ / ۲۳۔

20۔ القرآن الکریم ۲۳ / ۲۶۔

21۔ القرآن الکریم ۳۸ / ۳۔

* یہ لفظ دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لفظوں سے ہے: رَبِّ اغْفِرْ لِي

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ (القرآن الکریم: ۷۱ / ۲۸)

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان

مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (ت)

22۔ القرآن الکریم: ۷۱ / ۲۸۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو: ²³ وَاسْتَغْفِرْ لَكَ ذَنْبَكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (ت)
۱۱۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا، انھوں نے پچھلوں میں اپنے ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی:

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدِّيقٍ فِي الْآخِرِينَ۔²⁴
اور میری ناسوری رکھ پچھلوں میں۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ²⁵ (اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کروایا۔) اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا:

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا۔²⁶
قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ت)

کہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد و ثناء کا شور ہر زبان سے جوش زن ہو گا۔

۱۲۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا، انھوں نے قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی یَجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ²⁷ (ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔) (ت) يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا²⁸
اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑ۔ عرض کی: اِنَّ فِيْهَا لُوطًا²⁹ اس بستی میں لوط جو ہے۔ حکم ہوا اِنْحُنْ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا³⁰ میں خوب معلوم ہے جو وہاں ہیں۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا:

23۔ القرآن الکریم: ۴۷/۱۹۔

24۔ القرآن الکریم: ۲۶/۸۳۔

25۔ القرآن الکریم: ۹۳/۴۔

26۔ القرآن الکریم: ۱۷/۷۹۔

27۔ القرآن الکریم: ۱۱/۷۳۔

28۔ القرآن الکریم: ۱۱/۷۶۔

29۔ القرآن الکریم: ۲۹/۳۲۔

30۔ القرآن الکریم: ۲۹/۳۲۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ³¹

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمتِ عالم! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

۱۳۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا: رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ³² الہی! میری دعا قبول فرما۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے طفلیوں کو ارشاد ہوا:

قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ³³

تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دُعا مانگو میں قبول کروں گا۔

۱۴۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج درختِ دنیا پر ہوئی:

نُودِي مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ³⁴

ندا کی گئی میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہیہ و فروس اعلیٰ تک بیان فرمائی:

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى (عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى)³⁵

سدرۃ المنتہی کے پاس، اس کے پاس جنتِ الماویٰ ہے۔ (ت)

۱۵۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقتِ ارسال اپنی ذلِ تنگی کی شکایت کی:

وَيُضَيِّقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَى هَرُونَ³⁶

اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود شرح صدر کی دولت بخشی، اور اس سے منتِ عظمیٰ رکھی۔ اَلَمْ تَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ ت)

31۔ القرآن الکریم: ۸/۳۳۔

32۔ القرآن الکریم: ۱۳/۳۰۔

33۔ القرآن الکریم: ۴۰/۶۰۔

34۔ القرآن الکریم: ۲۸/۳۰۔

35۔ القرآن الکریم: ۵۳/۵۳ تا ۵۴۔

36۔ القرآن الکریم: ۲۶/۲۳۔



۱۶۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر حجابِ نار سے تجلی ہوئی:

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا³⁷
پھر جب وہ آگ کے پاس آیا، ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جلوہ نور سے تجلی ہوئی اور وہ بھی غایتِ تفخیم و تعظیم کے لیے بالفاظِ ابہام بیان فرمائی گئی:
إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى³⁸

جب چھایا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔
ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابویعلیٰ، بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی:

ثم انتهی الی السدرۃ فغشیہا نور الخلاق عز وجل فکلمہ تعالیٰ عند ذلک فقال له سل۔³⁹
پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا۔ اس وقت جل جلالہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا: مانگو اھ! حضرت
۱۷۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا، سب سے براءت و قطع تعلق نقل فرمایا۔ جب انھوں نے اپنی قوم کو قتالِ عمالہ کا حکم دیا اور انھوں نے نہ مانا۔ عرض کی:
رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَاَفَرِّقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ⁴⁰
الہی! میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔
حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظل و جاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا:

37۔ القرآن الکریم: ۲۷/۸۔

38۔ القرآن الکریم: ۵۳/۱۶۔

39۔ تفسیر ابن ابی حاتم، تحت الآیہ ۱/۷، مکتبہ نزار مصطفیٰ البابی مکہ المکرمہ ریاض ۷/۲۳۱۳۔

جامع البیان (تفسیر طبری) تحت الآیہ ۱۶/۵۳، دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸/۲۷۸۔

الدر المنثور، بحوالہ البزار و ابویعلیٰ و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و بیہقی، تحت الآیہ ۱۷/۵۱، ۱۷/۵۱۔

40۔ القرآن الکریم: ۵/۲۵۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ⁴¹

اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (ت)

عَلَيَّ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا⁴²

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ت)

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقوف موافق و مخالف سب کو شامل۔

۱۸۔ ہارون و کلیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا، انھوں نے فرعون کے پاس جاتے اپنا خوف عرض کیا:

رَبَّنَا إِنَّا أَلْنَا خَافَ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَى⁴³

اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔ (ت)

اس پر حکم ہوا:

لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى⁴⁴

ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں، سنا اور دیکھتا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود مژدہ نگہبانی دیا: وَاللَّهُ يَغْضِبُكَ مِنَ النَّاسِ⁴⁵ (اور اللہ تمہاری جگہبانی کرے)

گالوگوں سے۔ (ت)

۱۹۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرانی بات پر یوں سوال ہو گا:

يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمَّيْیَی الْهٰدِیْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ⁴⁶

اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دوسرا شہر الٰہی

معالم میں ہے اس سوال پر خوفِ الٰہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر بنو

41۔ القرآن الکریم: ۸/ ۳۳

42۔ القرآن الکریم: ۱۷/ ۷۹

43۔ القرآن الکریم: ۲۰/ ۳۵

44۔ القرآن الکریم: ۲۰/ ۳۶

45۔ القرآن الکریم: ۵/ ۶۷

46۔ القرآن الکریم: ۵/ ۱۱۶

سے خون کا فوارہ بہے گا پھر جواب 47 عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی۔ اس پر سوال تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ہوا مگر یہاں جو شانِ لطف و محبت و کرم و عنایت ہے قابلِ غور ہے ارشاد فرمایا:

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ 48

اللہ تجھے معاف فرمائے، تو نے انھیں اجازت کیوں دے دی۔

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

۲۰۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا: انھوں نے اپنے امتیوں سے مدد طلب کی:

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْخَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ 49

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا، بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ خواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا: لَتُؤْمِنَنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ 50 (تم ضرور

ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔)

غرض جو کسی محبوب کو ملاوہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انھیں ملا، اور جو انھیں ملاوہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خواباں ہمہ دارند تو تہا داری

آپ یوسف (علیہ السلام) کا حسن، عیسیٰ (علیہ السلام) کی پھونک اور روشن ہاتھ رکھتے ہیں۔ جو کمالات وہ سارے رکھتے

ہیں آپ اکیلے رکھتے ہیں۔ (ت)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ و باریک و کرم، والحمد للہ رب العلمین۔

﴿جاری ہے۔﴾

47۔ معالم التنزیل (تفسیر البیہقی) تحت الآیہ ۵/ ۱۱۶، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۶۶۔

48۔ القرآن الکریم: ۹/ ۳۳۔

49۔ القرآن الکریم: ۳/ ۵۲۔

50۔ القرآن الکریم: ۳/ ۸۱۔

اعلیٰ حضرت قدر سرہ حاسدوں کے نرغے میں

مولانا اختر شاہ جہان پوری

اسلام کا حلیہ مسخ کرنا شروع کیا۔ اور تفریق بین المسلمین کا کام سرانجام دے کر گورنمنٹ برطانیہ کا حق نمک ادا کیا۔ کرائے کے مولویوں نے کسی طرح سے مسلمانوں پر کفر و شرک کی توپ داغی اور کسی طرف سے اکثر کار ہائے خیر پر بدعت کے گولوں کی دھواں دھار بارش شروع کر دی۔ ایک سمت سے نئی نبوت کی آوازیں آنے لگیں۔ اور ساتھ ہی کنواری بتوں اور ان کے فرزند یعنی اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مغلطات سے نوازا جا رہا تھا۔ ایک اور گوشے سے شش مثل کے نغے بلند ہو رہے تھے کہ چھ آدم، چھ نوح، چھ ابراہیم، چھ موسیٰ اور چھ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ نیز خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی نہیں ہے بلکہ سب سے اعلیٰ شان اور بالذات والا نبی ہے۔ خاتم النبیین کے بعد ہزاروں نبی اور بھی آجائیں تو خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ایک طرف یہ نان اڑائی جا رہی تھی کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا، بلکہ بولتا کسی ساری مخلوق کے مجموعی جھوٹ سے بھی زیادہ بولتا ہے۔ کیوں کہ اس کی قدرت بندوں سے کم نہیں ہے بلکہ وہ ہر چیز پر قادر اور بے پناہ قدرت والا ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان مردود کا علم زیادہ ہے۔ میلاد کنہیا کے سانگ کی طرح فرضی خرافات بلکہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔

انگریز تجارت کی غرض سے آئے لیکن ہندوستان کو سونے کی چڑیا دیکھ کر پاؤں پھیلانے شروع کر دیے۔ جب آہستہ آہستہ بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تو سلطان حیدر علی والی میسور اور مرہٹوں نے مقابلہ شروع کر دیا۔ انگریز عیاروں نے کئی راجے اور نواب گانٹھ لیے۔ حیدر علی کے بعد اس کا فرزند سلطان ٹیپو شہید بھی اپنے باپ کا سچا جانشین ثابت ہوا۔

جب اسلام کا یہ مایہ ناز سپوت بھی سرنگا پٹم کے قلعے میں محصور ہو کر آخری دم تک انگریزوں سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ تو مسلمانان ہند کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا کیونکہ ان کی امیدوں کے چراغ کی سحر ہو گئی تھی۔

برطانوی اچھی طرح جانتے تھے کہ ہندوستان کے اندر مسلمان ہی وہ بیدار اور زندہ دل قوم ہے جو کسی وقت بھی انہیں آرام سے حکومت نہ کرنے دے گی۔ سلطان ٹیپو شہید اور بہادر شاہ ظفر کے انجام سے مسلمانوں کی ملکی اور سیاسی طاقت کا ہندوستان میں تقریباً خاتمہ ہو گیا۔ باقی رہ گئے صرف عوام جن کا مذہبی جوش بھی زبردست خطرہ نظر آتا تھا۔ چنانچہ اسی جوش کو سرد کرنے کے لیے ان مکاروں نے کرائے کے مولوی اور صوفی تلاش کرنے شروع کیے۔ جو تندرہ یا بندہ اور پھر پیسے سے کون سا کام بن نہیں پڑتا؟ کٹھ ملاؤں کی پوری کھپ ہاتھ آگئی۔ ان کرائے کے ٹٹوؤں نے

اسلام بن گئے۔ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہونے لگے۔ بھائی بھائی کا مذہب ایک نہ رہا۔ باپ اور بیٹے مختلف ان خیال ہو گئے۔

جب بے دینی کا یہ سیلاب اُمنڈ آ رہا تھا۔ اس وقت ضرورت تھی کہ کسی طرح سے اس کا رخ پھر ڈالا جائے۔ آخر کار ایک ایسا مرد مجاہد آیا۔ کہاں؟ بریلی شہر میں۔ کون؟ مجددِ مائتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ کب؟ جنگِ آزادی سے تقریباً ایک سال پہلے ۱۴ جون ۱۸۵۳ء بمطابق ۱۰ ارشوال ۱۲۷۲ھ میں۔ تاریخِ ولادت اس آیت سے نکلتی ہے:

”أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُ بِرُوحٍ مِنْهُ“

اسلام کا یہ مایہ ناز فرزندِ اُمتِ محمدیہ کا درخشاں ستارہ، غوثِ اعظم کا پیارا، امامِ اعظم کی آنکھوں کا تارا، سنیت کا دلار، حقیقت کا سہارا، چودھویں صدی میں اسلام کی کشتی کا کھون ہارا آیا اور اس شان سے آیا کہ تقریباً چودہ سال کی عمر میں تمام علومِ دینیہ و عقلیہ میں درجہ کمال حاصل کر کے مستد افتا پر رونق افروز ہوا۔ اسلام اور مسلمانوں کی حالت دیکھی تو دل تڑپ اُٹھا۔ انگریزی مولویوں کی کارگزاریوں پر غیرتِ ایمانی میں جوش آیا پھر کیا تھا سب کی تردید کی ہر ایک کی مکاریوں اور عیاریوں کا کافی و شافی رد کیا کہ موافق کو گنجائش افزائش اور مخالف کو محال دم زدن نہ رہی۔ غرض یہ کہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دکھایا جسے دیکھ کر بے ساختہ زبان پر آئی جاتا کہ

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

انبیائے کرام کے لیے علمِ غیب کے حصول کو کفر و شرک بتایا جا رہا تھا حالانکہ نبوت کے معنی ہی ”غیب دانی“ ہے۔ دوسری طرف تقلیدِ شخصی کو شرک بتا کر نو صدیوں کے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا جا رہا تھا۔

ایک مدرسے سے آواز آرہی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک علم، بچوں، پاگلوں اور جانوروں جیسا ہے۔ اپنی نبوت کے کلمے پڑھوائے جا رہے تھے۔ یوپی کے مرکز میں یوں تان اڑ رہی تھی کہ جنت و دوزخ اور حشر و نشر کی باتیں ملاؤں کی ایجاد ہیں۔ معجزہ اور کرامت کوئی چیز نہیں۔ قرآن کو موجودہ انجیل پر کوئی فوقیت نہیں۔ جنات اور ملائکہ انسانی قوتوں کے ہی نام ہیں۔ معراج اور شق القمر بناؤنی باتیں ہیں۔ انگریزوں کا ذبیحہ بلکہ گردن مروڑی ہوئی مرغی بلکہ سور کے علاوہ ہر چیز کھانا جائز ہے۔ انگریز خدا کی طرف سے آمر ہیں۔ ان کا باغی خدا کا باغی اور اسلام سے خارج ہے۔ ندوہ میں اسلام کی کھچڑی بنائی جا رہی تھی جٹا دھاری نئے گل کھلا جا رہا تھا۔ تحریکِ خلافت عجیب بولی بول رہی تھی۔ اور صلحِ کلیت والے گلے ملا کر یہ راگ الاپ رہے تھے۔

ہندو مسلم سکھ عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی بھائی کو بھائی پیسارا، ایسا ہو گا چسپن ہمارا چندت دیانند سرسوتی نے اسلام کے بعض اصول لیے اور ہندومت کو آسان کر کے آریہ مذہب کر کے ترویج شروع کر دی، تو کہتے ہی مسلمان کفر و ارتداد کے سمندر کی لہروں کی نذر ہو گئے۔ غرض یہ کہ بے دینی کا دور آنے لگا، مقدس مذہبِ اسلام کے کتنے ہی خانہ ساز

”سُبْحَنَ الشُّبُوحِ عَنْ عَيْبِ كَذِبٍ مُقْبُوحٍ“ ایک عظیم رسالہ تحریر فرمایا جس نے مخالفین کے دم توڑ دیے، قلم نبوڑ دیے حتیٰ کہ کسی میں اس وقت سے آج تک جرأت نہ ہوئی کہ اس رسالے کا جواب لکھے یا اس موضوع پر منہ کھولے۔ اس رسالے میں تیس نصوص، پچیس دلائل، دس حجتیں اور پورے دو سو تازیانے ہیں جن کی روشنی میں خدا کو جھوٹا بتانے والے پر اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کیا ہے۔

دوسری کفریہ عبارتوں کی آپ سالہا سال تک تردید کرتے رہے مگر جب کسی فہمائش اور عدد کا کوئی ایسا اثر نہ پڑا کہ وہ ان سے رجوع کریں تو مجبوراً ۱۳۲۰ھ میں آپ نے ”الْمُعْتَمِدُ الْمُسْتَعْتَدُ“ لکھ کر حکم تکفیر جاری کیا اور اس کا خلاصہ کر کے معہ ان اصل کتابوں کے جن میں بیہودہ عبارتیں تھیں علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا۔ ان سب نے آپ کی تصدیق کی اور تقریظیں لکھیں۔ جن کے مجموعے کا نام ”حُصَامُ الْمُخَرَّمِينَ عَلَى مَنَحْرِ الْكُفْرِ وَالْعَيْنِ“ ہے۔ اس کے شروع میں تمہید ایمانی بھی شامل فرمائی جو علی وجہ الکمال ایمان افروز اور کفر سوز ہے۔

جب حسام الحرمین پر بعض لوگوں نے بہتان دھرنے شروع کیے، تو اس کو علمائے ہند کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے تصدیق کی اور تقاریض ثبت فرمائیں۔ ان دو سو ارسٹھ تقریظوں کے مجموعے کا نام ”الصَّوَامِرُ الْهِنْدِيَّةُ“ ہے۔ شرک و کفر کی توپ کے جواب میں ”اَلْكَوْكَبَةُ الشَّهَابِيَّةُ“ اور سَلُّ الشُّيُوفِ الْهِنْدِيَّةُ“ وغیرہ رسائل تحریر فرمائے۔

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں آپ کی تصانیف تقریباً پچاس علوم و فنون پر مشتمل ہیں۔ جن کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ وہ بھی اس درجے کی کہ جس موضوع پر قلم اٹھایا گنجائش باقی نہ چھوڑی۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں اتنا جامع اور وسیع النظر عالم کوئی نہیں ہوا۔ مصنفات کو دیکھیے تو علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس درجے کا صاحب تصانیف کثیرہ کوئی نہیں ہوا۔ آپ کی تصانیف ایسی نہیں کہ کسی جگہ کوئی تقریر کی اور چھوڑ کر ایک کتاب شمار کر لی۔ یا کسی کتاب کا ترجمہ کر کے اپنی تصانیف میں ایک کی گنتی اور بڑھالی بلکہ سب مستقل تصانیف ہیں۔

آئیے آپ کو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند تصانیف سے متعارف کروں۔ اعلیٰ حضرت نے لاکھوں فتوے لکھے۔ مگر سب کو نقل نہ کیا گیا۔ جو نقل کیے گئے ان کے مجموعے کا نام ”العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة“

اس کی جہازی ساز کی بارہ جلدیں ہیں۔ ہر جلد میں تقریباً ایک ہزار صفحات ہیں۔ ہر فتوے میں دلائل کا سمندر موجزن ہے۔ قرآن و حدیث، فقہ، منطق اور کلام میں آپ کی نظر اتنی گہری اور وسیع تھی کہ مخالفین کو بھی اس سے استفادہ کے بغیر چارہ نہیں۔ ندوۃ العلماء والے مخالف ہونے کے باوجود خود فتاوی رضویہ استفادہ کے لیے چھپواتے ہیں۔

سچے خدا پر جھوٹ کی تہمت رکھنے والوں کے رد میں

بعض خرافات کی بنا پر ستر بلکہ زائد وجوہات سے لزوم کفر ثابت کر کے مسلمانوں کو ان خرافات سے اجتناب کرنے کی نصیحت فرمائی۔

سابع موتی کے منکرین کے رد میں ”حیاتِ النّموات“ رسالہ تحریر فرمایا۔ جس میں سڑھے چار سو نصوص سے اس امر کو ثابت فرمایا کہ مُردے خواہ مسلمان ہوں یا کافر سب سنتے ہیں۔ اور بزرگ بعدِ وصال امداد بھی کر سکتے ہیں، بلکہ کرتے ہیں۔

شفاعت کے منکرین کے رد میں ”إِسْمَاعُ الْأَرْبَعِينَ“ اور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سایہ ثابت کرنے والوں کی صفائی شکنی کے لیے ”نَفْيُ النَّفْيِ“ اور قسَمُ التَّحَايُرِ وغیرہ رسالے تحریر فرمائے بعض لوگوں نے انگوٹھے چومنے کے مسئلے کو بدعت اور ناجائز بتایا، تو ”مُنْيِزُ الْعَيْنِ فِي حُكْمِ تَقْبِيلِ الْإِنِّهَامَيْنِ“ کے نام سے آپ نے ایک مبسوط رسالہ تحریر فرمایا جس میں دلائل کے علاوہ پورے علمِ اصولِ حدیث پر بحث فرمائی۔ جس کی وجہ سے کسی مخالف کے لیے گنجائش نہ رہی کہ اس مسئلے پر منہ کھولے۔

”یا رسول اللہ“ کہنے پر کفر و شرک کا فتویٰ جڑنے والوں کی فہمائش کے لیے:

”أَنَوَارُ الْإِنْتِبَاهِ فِي حِلِّ ذِيَّاءٍ يَأْزُسُونَ“ اللہ! رسالہ تحریر فرمایا اور ثابت کیا کہ منکرین کے مسئلہ بزرگ بھی یا رسول اللہ کہا کرتے تھے۔

مسئلہ علمِ غیب پر قلم اٹھایا تو دریا بہا دیے۔ دلائل کا ایک بحرِ زار ”مالی الجیب فی علوم الغیب“ کے

نام سے جمع کر دیا جس میں اولہ ثلاثہ کی فراوانی، محبتوں کی مثل دریا روانی اور فنِ مناظرہ کی جولانی تھی۔ اس طوالت کو دیکھ کر ”الْمُلُوكُ الْمُسْكُونُونَ فِي عِلْمِ الْبَشِيرِ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ“ کے نام سے تلخیص فرمائی جس میں صرف وہی دلائل جمع کیے جن سے ثابت تھا کہ جواب تک ہو اور آئندہ قیامت تک ہو گا۔ وہ سب کچھ اور اس سے زائد جتنا اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا اپنے محبوب کو بتا دیا ہے۔

مفتدین و متاخرین کا یہی مسلک ہے۔ جب بعض حضرات نے کچھ حرکت مذہبی دکھائی۔ اور جن آیات میں علم بالاستقلال اور جمیع معلوماتِ الہیہ کی مخلوق کے لیے نفی ہے ان سے استناد شروع کر دیا کہ انہوں میں بھرم بنا رہے گا تو آپ نے ”خالص الاعتقاد“ اور ”إِنْبَاءُ الْمُصْطَفَى“ تحریر فرما کر ان شبہات کا بھی ازالہ کر دیا اور منکرین کو سوائے خاموشی چارہ نہ رہا۔

جب آپ ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج بیت اللہ کے لیے گئے۔ تو شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ نے چند سوال متعلقہ بہ علمِ غیب آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ مرجع العلماء اور مرکز دائرہ تحقیق ہونے کی بنا پر سوال آپ کی خدمت میں جواب کے لیے پیش کیے گئے تھے۔ کیونکہ علمائے حرمین آپ کی علیت اور بعض نادر تصانیف سے بہرہ ور ہو چکے تھے جن میں ایک سوال شاہ سلامت اللہ رامپوری علیہ الرحمۃ کے بارے میں بھی تھا جو بعض بدخواہوں نے عائد کیا تھا۔ آپ نے مختلف نشستوں کے اندر بخار ہونے کے باوجود سڑھے اٹھ گھٹنے کی قلیل مدت میں وہ جواب دیا کہ مخالفین و منکرین کے تیور اٹ گئے۔ رسالہ ”الدولة

المکیہ بالمأذنة الغیبیہ“ شریف علی پاشا کے دربار میں بر ملا پڑھا گیا۔ علمائے حرمین نے اس پر تقاریر لکھنا اپنی سعادت مندی سمجھا۔ غرض یہ کہ ایک جہاں مؤید تھا۔ آپ کی علمیت ہر خاص و عام پر ظاہر ہو گئی۔ بہت سے علمائے حرمین شریفین نے آپ سے بیعت کی اجازتیں لیں اور سندیں حاصل کیں آپ کا اس درجہ اعزاز کیا کہ آج تک کسی غیر عرب کو اس مقدس سرزمین میں حاصل نہیں ہوا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

نوٹ کے بارے میں علمائے مکہ کو چند باتوں میں خلیان تھا کوئی قطعی فیصلہ نہ ہونے پاتا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں نوٹ سے متعلق بارہ سوال کیے گئے آپ نے ”کفّٰلُ الْفَقِیْہِ النَّفَاحِ“ کے نام سے ایسا کافی و شافی رد وافی جواب دیا کہ علماء مکہ مکرمہ انگشت بدندان رہ گئے۔ انہوں نے اس رسالہ پر بھی دھوم دھام سے تقریظیں لکھیں اور بزبان حال گویا ہوئے۔

اس سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخند غدا سے بخندہ

بعض لوگ مرشد کے لیے تقظیمی سجدہ جائز بتانے لگے تھے اور شریعت و طریقت میں تفرقہ بتاتے تھے ان کے رد میں ”الزبدۃ النرکیہ“ اور ”مقال عرفاء“ وغیرہ رسالے لکھ کر جادوہاری اور اس کے جملہ کاسہ لیسوں کی سرکوبی فرمائی۔ یہ فتنہ بھی ہمیشہ کے لیے دبا دیا۔ اور واضح فرمایا کہ شریعت و طریقت جدا جدا نہیں ہیں۔ بعض لوگ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے سید المرسلین ہونے کے منکر تھے ان کے رد میں ایک رسالہ ”تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین“

کے نام سے تحریر فرمایا اور بے شمار آیات و احادیث سے اس امر کو ثابت کیا۔

تقلید شخصی کے منکرین اور ائمہ کرام پر طعن کرنے والوں کی فہمائش کے لیے ”الفضل الموهبی“ النہی الاکیدہ، صفاۃ المجتہدین، السہم لشہابی وغیرہ رسائل تحریر فرمائے۔

بعض پٹن یافتہ مولویوں نے اپنے آقاؤں کے اشارے پر کہنا شروع کر دیا کہ انبیائے کرام بھی ہماری طرح ہی مجبور ہوتے ہیں۔ وہ دنیاوی زندگی میں یا بعد وصال کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ نہ کسی کے کام آسکتے ہیں جو انہیں با اختیار و بالتصرف مانا اسے کافر، مشرک اور گردن زنی قرار دیتے۔ مجدداتہ حاضرہ نے اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اور رسالہ مبارکہ ”الآمن وَالْعَمَلُ لِشَیْخِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاءِ“ تحریر فرمایا جس میں ساٹھ آیتوں اور تقریباً تین سو احادیث سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے اختیارات اور تصرفات کو ثابت فرمایا ہے۔ اور منکرین کے منہ پر کانٹے دار لگام لگائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کو ایک علیحدہ رسالے میں تفصیلاً بھی بیان کیا اور بے شمار نصوص کے دریا بہائے ہیں۔ اس بے مثل رسالے کا نام سلطنتہ المصطفیٰ فی ملکوت کل الودی ہے۔ ایک دوسرا مہسوطہ رسالہ ”اجلال جبریل“ کے نام سے تحریر کیا۔ جس میں بے شمار نصوص کے ذریعے ثابت فرمایا کہ تمام نوریوں کا سردار جبریل امین بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خادم ہے۔

گردش زمین کے قائلوں کے رد میں ”نزول آیات

فرقان“ الکلمۃ الملہمۃ اور فوزِ مبین وغیرہ رسالے تحریر فرمائے۔

نئی نبوت کے راگ الاپنے والوں کی تواضع کے لیے ایک مستقل رسالہ ”قہر الدیان“ کے نام سے جاری فرمایا اور تردید میں چند مستقل کتابیں بھی لکھیں۔

ندوہ کی کھجڑی کے خلاف جہاں کفر و اسلام شیر و شکر نظر آتے تھے ایک مفصل فتویٰ تحریر فرمایا اور اسے علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا۔ تو ان سب نے متفقہ طور پر ان لوگوں کے عقائد کی تردید کی۔ اور انہیں زبردست فتنہ قرار دیا۔ فتاویٰ کا نام ”فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین“ ہے۔

غرض یہ کہ آپ نے مناظرہ مباحثہ اور تحریر و تقریر کے ذریعے ہر فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور سرکوبی فرمائی۔

ہاں آریوں سے مناظرہ کرنے میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو کافی دانی دیکھ کر (جنہوں نے رام چند دہلوی اور پنڈت گوپی چند وغیرہ کا ناطقہ بند کر رکھا تھا) ان کی تردید میں چند کتابیں تحریر کر دینے پر اکتفا فرمایا۔ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان کے نام سے لکھا جو اسمِ باسکی اور جمیع اردو تراجم سے اعلیٰ ہے۔

آپ کا نعتیہ کلام ”حدائقِ بخشش“ کے نام سے موسوم ہے۔ دراصل قرآن و حدیث کی اپنے الفاظ میں ترجمانی کی ہے جس میں عشق و محبت کے دریا جھلکتے ہیں۔ ادب و تعظیم کے پھول میکتے ہیں۔ علم و عرفان کے غنچے چمکتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے موتی چمکتے ہیں۔ جسے دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ نعت گوئی کے میدان میں ہندوستان کے

اندرا آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔

یہی کہنتی ہے بلبلِ باغِ جناب کہ رضا کی طرح کوئی سحرِ بیاں نہیں ہند میں و اصف شاہِ ہدیٰ مجھے شوخی طبعِ رضا کی قسم علمِ توقیت میں آپ اس درجہ کمال پر تھے کہ وقت سورج اور رات کے تارے دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے اور ایک منٹ کا بھی فرق نہ لگتا تھا۔ آپ کے شاگرد رشید مولانا ظفر الدین صاحب بہاری گیارہ سو باون طریقوں سے مریخ کا نقش بھر لیا کرتے تھے اور ان کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ہزار تین سو طریقوں سے بھرنا جانتے تھے حالانکہ ننانویں فیصد علماء دس بیس طریقوں سے آگے نہیں جانتے۔

ان کے علاوہ فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ حدیث، اصولِ فقہ، منطق، کلام، تصوف، سلوک، تاریخ، سیر، مناقب، ریاضی، ہندسہ، جبر و مقابلہ، زیجات، ہیئت، نجوم، جغرافیہ، ارث و طبعی، لوگاریتم، تعبیر و رفاقِ توقیت، تفسیر، ادب، معانی، عروض، نحو، لغت، اذکار اور علمِ مثلث وغیرہ غرض یہ کہ پچاس علوم میں کتابیں لکھیں، ہر فتنہ باز کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دینِ برحق کی کما حقہ پاسبانی فرمائی۔

آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور کلام کی اکثر بڑی بڑی کتابوں پر عربی حاشیے لکھے۔ اعلیٰ حضرت کے حواشی بھی مستقل تصانیف سے کم نہیں۔ ان میں وہ رموز و نکات ودیعت فرمائے کہ بڑی سے بڑی شروح میں بھی شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ ذیل میں چند کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ جن کے حواشی لکھے:

۱۔ بیضاوی ۲۔ عنایت القاضی ۳۔ معالم التنزیل

خیر یہ ۷۸۔ عقود الدرر ۷۹۔ فتاویٰ حدیثیہ ۸۰۔ فتاویٰ
بزاز یہ ۸۱۔ فتاویٰ زریہ ۸۲۔ فتاویٰ غیاثیہ ۸۳۔ فتاویٰ
عزیزیہ (فارسی)

بجوف طوالت یہاں صرف تراسی کتب کا حوالہ دیا
ہے۔ اگرچہ اور بھی بے شمار ہیں منکرین و متعصبین بھی ذرا
ایک لمحہ کے لیے تعصب سے ہٹ کر غور تو کریں کہ تفسیر،
حدیث، فقہ اور علوم کی کیا ہر بڑی سے بڑی اور معتبر سے
معتبر کتاب پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے حاشیہ نہیں لکھا۔
اور وہ بھی اس درجے کے کہ آج کل کے مدعیان علم و
دانش انہیں پڑھنے اور سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔
اگرچہ پیش خویش آسمان علم کے شش و قمر ہی کیوں نہ بنتے
ہوں باوجود اس کے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنا مشغلہ بنالیا
ہے کہ معاندین شرق سے غرب اور عجم سے عرب تک
کے مل کر اپنی اپنی پوری جماعتوں کے اتنے اور اس درجے
کے عربی حواشی دکھا سکتے ہیں؟ صرف عناد کی بنا پر اعتراض
کیے جاتے ہیں جو فضول ہیں آسمان کی طرف تھوکنے سے
تھوک اپنے ہی منہ پر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی علیت کا اندازہ کرنا ہے تو ان کی
تصانیف اور علمائے حرمین طہیین سے کیجیے

آنکھ والا ترے جو بن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

چہ شکر یہ: سواد اعظم لاہور

۸ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ / ۱۷ اگست ۱۹۶۴ء

☆☆☆

۳۔ اتقان ۵۔ خازن ۶۔ الدر المنثور ۷۔ صحیح بخاری ۸۔ صحیح
مسلم ۹۔ ترمذی ۱۰۔ نسائی ۱۱۔ ابن ماجہ ۱۲۔ تیسیر
۱۳۔ تقریب ۱۴۔ مسند امام اعظم ۱۵۔ کتاب الحج ۱۶۔ کتاب
الآثار ۱۷۔ مسند امام احمد بن حنبل ۱۸۔ طحاوی ۱۹۔ دارمی
۲۰۔ خصائص کبریٰ ۲۱۔ کنز الایمان ۲۲۔ ترغیب و ترہیب
۲۳۔ کتاب الاسماء والصفات ۲۴۔ القول البدیع ۲۵۔ نیل
الاوطاء ۲۶۔ القاصد الحسن ۲۷۔ اللالی المصنوعہ ۲۸۔ موضوعات
کبیر ۲۹۔ الاصابہ یا فی معرفۃ الصحابہ ۳۰۔ تذکرۃ الحفاظ
۳۱۔ عمدۃ القاری ۳۲۔ فتح الباری ۳۳۔ ارشاد الساری
۳۴۔ نصب الرایۃ ۳۵۔ جمع الوسائل ۳۶۔ فیض القدر
شرح جامع صغیر ۳۷۔ مرقات المفاتیح ۳۸۔ اشعۃ اللغات
۳۹۔ بحار الانوار ۴۰۔ فتح المغیث ۴۱۔ میزان الاعتدال ۴۲۔
العلل المتناہیہ ۴۳۔ تہذیب التہذیب ۴۴۔ خلاصہ تہذیب
اعمال ۴۵۔ شرح فقہ اکبر ۴۶۔ خیالی علی شرح العقائد
۴۷۔ عقائد عضدیہ ۴۸۔ شرح موافق ۴۹۔ شرح مقاصد
۵۰۔ مسامرہ و مسارہ ۵۱۔ التفرقة بین الاسلام والزندقة
۵۲۔ ایواقیت والجواہر ۵۳۔ مفتاح السعاده ۵۴۔ تحفۃ
الاخوان ۵۵۔ الصواعق المحرقة ۵۶۔ میزان الشریعہ
۵۷۔ ہدایہ آخرین ۵۸۔ ہدایہ فتح القدر ۵۹۔ عنایہ حللی
۶۰۔ الجوہر النیر ۶۱۔ مرقاۃ المفاتیح ۶۲۔ مجمع الانہر ۶۳۔
جامع الفصولین ۶۴۔ جامع الرموز ۶۵۔ بحر الرائق ۶۶۔ غنیۃ
المستبلی ۶۷۔ کتاب الانوار ۶۸۔ رسائل شامی ۶۹۔ فتح
المعین ۷۰۔ الاعلام بقواطع الاسلام ۷۱۔ شفاء الاستقام
۷۲۔ طحاوی علی الدر المختار ۷۳۔ فتاویٰ عالمگیری ۷۴۔ فتاویٰ
حاشیہ ۷۵۔ فتاویٰ سراجیہ ۷۶۔ خلاصۃ الفتاویٰ ۷۷۔ فتاویٰ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

رشیدہ جہاں بیگم

ماہ اور ۵ دن کی عمر میں تمام علوم درسیہ معقول و مقول کی تکمیل فرمائی یہی نہیں بلکہ دورانِ تعلیم چھ سال کی عمر میں میلاد شریف پر تین کھنٹے فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔

آٹھ سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی عربی میں شرح لکھ ڈالی اور ایک ماہ میں قرآن حفظ کر لیا کہ رمضان المبارک میں عشا کی اذان کے بعد جماعت تک حافظ صاحب سے ایک پارہ قرآن سن کر دور فرمالیتے۔ اگر آپ کے حفظ قرآن کے وقت کو جمع کیا جائے تو پندرہ کھنٹے بنتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے سید الاولیاء قطب زمانہ حضور شاہ آل رسول صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

شاہ صاحب نے حاضرین مجلس سے فرمایا قیامت میں اگر رب تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ تو میرے لیے کیا لایا ہے تو میں ”احمد رضا“ کو پیش کروں گا۔ اور خلافت و اجازت جمیع سلاسل اور سندِ حدیث سے مشرف فرمایا۔

اعلیٰ حضرت کا سینہ معرفت الہی کا گنجینہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ۵۰ فہون میں کتابیں تحریر فرمائیں۔ ۵۷ (ستاؤن) علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی اور ہر زبان پر قدرت اور قادر الکلامی کا یہ عالم کہ جس زبان میں استفتا کیا جاتا اسی زبان میں فتویٰ صادر فرماتے تھے۔

اعلیٰ حضرت ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ بروز ہفتہ بوقت ظہر ہندوستان کے مشہور شہر بریلی محلہ جسولی میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام ”محمد“ اور تارنجی نام ”الحقار“ ہے اور آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا اسم گرامی ”احمد رضا“ رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کا بچپن آپ کی مبارک زندگی کا آئینہ دار تھا۔ اور بچپن میں آپ کے حیرت انگیز واقعات دیکھنے میں آئے۔

آپ کی عمر صرف ساڑھے تین سال کی تھی کہ اپنی مسجد کے قریب کھڑے تھے کہ ایک صاحب عربی لباس میں تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت سے عربی میں گفتگو فرمائی۔ اعلیٰ حضرت نے بھی صحیح عربی زبان میں ان سے گفتگو فرمائی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ بزرگ کون تھے، کہاں سے آئے تھے۔ اس کے بعد ان کو کسی نے نہ دیکھا۔

اس کے علاوہ آپ کے بچپن کے اتباعِ سنت اور حسن سیرت سے مزین سیکڑوں واقعات ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی میں علم لدنی عطا فرمایا اور پاکیزہ اخلاق سے نوازا تھا۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے خدا داد حافظے کی بدولت چار سال کی عمر میں قرآن مجید، ناظرہ ختم کر لیا اور ۳ سال ۱۰

میں چار سو سے زائد کتابیں لکھ کر شامان رسالت کی زبانوں کو بند کر دیا اور ہر سمت نعرہ رسالت سے گونج اٹھی۔ اگر آپ کی تمام کتب کی فہرست پیش کی جائے تو ہزار سے زائد ہے۔

اعلیٰ حضرت سراپائے عشق کا نمونہ تھے۔ جس کا اعتراف اپنے بیگانے سب نے کیا۔ عشق الہی اور عشق رسالت کا یہ عالم تھا۔ فرماتے ہیں الحمد للہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ نقش ہو گا۔

اعلیٰ حضرت سادات کرم سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ ان سے غایت درجہ ادب و احترام اور عقیدت سے پیش آتے تھے۔ کیونکہ جن چیزوں کی نسبت و تعلق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ ان کی محبت و تعظیم بھی آپ ہی کی تعظیم سمجھتے۔

ایک سید صاحب بہت غریب تھے۔ اس لیے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچتے فرماتے دلو! سید کو، ایک دن کا شاہ اعلیٰ حضرت پر سید صاحب تشریف لائے اور صدا لگائی دلو! سید کو، اعلیٰ حضرت کے آفس بکس میں اس وقت دو سو روپے تھے۔ جس میں نوٹ بھی تھے اور اٹھنی چوٹی پیسے بھی۔ آپ آواز سنتے ہی وہ بکس اٹھا کر سید صاحب کے سامنے با ادب کھڑے ہو گئے اور بکس آگے کر دیا۔ سید صاحب نے ایک چوٹی لے لی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا حضور یہ سب حاضر ہیں لیکن

اردو میں سوال تو اردو میں جواب، فارسی میں سوال تو فارسی میں جواب، عربی میں سوال تو عربی میں، جواب، انگریزی میں سوال تو انگریزی میں جواب۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے منظوم سوال کیا تو جواب بھی منظوم ہی دیا۔ سوال جس بحر میں ہے جواب کے لیے بھی اسی بحر کا اہتمام کیا گیا۔

جب آپ کے فضل و کمال کا شہرہ ہوا تو برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک سے طلباء اس منبع علم و حکمت کے حضور پہنچ کر علوم و فنون کے پیکر بن کر اکثاف و اطراف میں انوار علم سے دوسروں کو منور کرنے کے لیے پھیل گئے جن کی تعداد شمار نہیں کی جاسکتی۔

ہاں آپ کے نامور تلامذہ نے تحریک بریلی کو ایسا عروج بخشا کہ برصغیر میں حنفیت انہی کے دم قدم سے زندہ ہے۔ اعلیٰ حضرت کی عظیم درس گاہ جس کی آپ نے بنیاد رکھی آج بھی ”منظر اسلام“ کے نام سے زندہ تابندہ ہے۔

اعلیٰ حضرت کے دور میں انگریزوں کی سرپرستی میں باطل فرستے شان رسالت و کمالات ولایت کو ختم کرنے کی مذموم حرکت کر رہے تھے تو آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کی طرف رجوع فرمایا۔

آپ نے شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، فضائل و مناقب اور عقائد پر ۶۲ کتابیں تحریر فرمائیں حدیث اور اصول حدیث پر ۳۱ کتب علم کلام اور مناظرہ پر ۳۵ کتب، فقہ اور اصول فقہ پر ۱۵۹ کتب اور متفرق فرقوں کے رد

کھڑا تھا، بڑے مؤدب طریقے سے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ جونہی آپ نماز سے فارغ ہو کر ریل میں سوار ہوئے تو ریل چل پڑی۔ انگریز گارڈ آپ سے متعارف ہوا اور اپنے بیوی بچوں سمیت بریلی شریف حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

اعلیٰ حضرت نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عطا فرمودہ علوم سے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے ۱۳۳۹ھ کو اپنی تاریخ وصال کی خبر دیتے ہوئے اپنے قلم سے یہ آیت تحریر فرمائی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآيَةٍ مِّنْ فَضِيلَةِ الْكُتُبِ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذانِ جمعہ کے وقت ادھر موذن نے حی علی الفلاح کہا اور ادھر آپ نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اچانک چہرہ مبارک پر ایک نور چمکا اور امام اہل سنت مجددِ دین و ملت حضرت مولانا احمد رضا خاں نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کا مزار پُر انوار بریلی شریف محلہ سوداگراں میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

(بہ شکر یہ ماہنامہ آستانہ کراچی، بابت اگست ۱۹۹۳ء،

مطابق صفر / ربیع الاول ۱۴۱۴ھ)

☆☆☆

سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ جب سید صاحب سیزھی سے اترے تو اعلیٰ حضرت بھی ساتھ تشریف لائے۔ پھانگ پر ان کو بڑی تعظیم سے رخصت فرمایا۔ آپ کے اس والہانہ عقیدت و احرام سے بھرے ہوئے شعر سے بھی محبتِ ساداتِ کرام کے چشمے اہل رہے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
تیرے کرم نے کیا کہوں کیا کیا بنادیا
چشمِ زدن میں جس کو جو چاہا بنادیا

اعلیٰ حضرت پہلی بھت سے بریلی بذریعہ ریل تشریف لے جا رہے تھے۔ ریل نواب گنج کے اسٹیشن پر ایک دو منٹ کے لیے رکی۔ نمازِ مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے احباب سمیت پلیٹ فارم پر نماز ادا کرنے کے لیے جلوہ افروز ہوئے۔ احباب پریشان تھے کہ ریل چلی جائے گی۔ آپ نے فرمایا ریل ہمیں لے کر ہی جائے گی اور اطمینان سے اذان دلو اگر بڑے خشوع و خضوع سے باجماعت نماز شروع فرمادی ادھر ڈرائیور نے انجن چلایا۔ لیکن وہ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھا۔ ڈرائیور نے انجن کو دیکھا پھر پیچھے کی طرف چلایا تو انجن چلا لیکن دوبارہ آگے چلانے کی کوشش کی تو انجن پھر پہلی جگہ پر آکر بند ہو گیا۔ ایک آواز بلند ہوئی کہ وہ دیکھو ایک درویش نماز ادا کر رہا ہے اسی وجہ سے یہ انجن نہیں چلتا تو لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ انگریز گارڈ جو حیران

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کی مقبولیت

محمد نسیم قادری رضوی

ہے۔ جس کو جلیل القدر علمائے کرام نے بڑی محنت کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔

عربی، فارسی، اردو ہر زبان میں تصنیفیں یادگار ہیں آپ کا ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ اردو تراجم میں سب سے بہتر اور صحیح ترجمہ ہے جو بلاشبہ آپ کی زندگی کا عظیم کارنامہ اور علمی جاہ و جلال کا منہ بولتا ثبوت ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن کا معنی و مفہوم سمجھنے کے لیے کنز الایمان کا مطالعہ ضرور کریں!

شاعری میں آپ نے جو مقام پایا اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی ”حدائقِ بخشش“ کے نام سے آپ کی نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع اور مقبول خاص و عام ہے اور مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ”۱۷۱“ ایک سوا کھتر اشعار پر مشتمل آپ کا وہ ایمان افروز سلام ہے جو ہندو پاک و بنگلہ دیش ہی نہیں دنیا کے بیش تر ممالک کی محافلِ ذکرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے اس سے بارگاہِ رسالت میں آپ کی بے پناہ مقبولیت کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور جبکہ ہمارے اس مضمون کا اصل محور یہی سلام ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام حجۃ الاسلام مولانا

جس رضائے لکھا ایسا پیارا سلام

اس کی نورانی تربیت پہ لاکھوں سلام

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”ان

اللہ یبعث لہذا الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدہ

لہا دینہا (رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ فی کتاب الملاحم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر صدی کے خاتمے پر ایک مجدد پیدا

فرماتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین حق کو

گمراہیوں کی ریشہ دوانیوں سے پاک فرماتا ہے اور مخلوق خدا

کو راہِ حق دکھاتا ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں بریلی کی سرزمین پر اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ پیدا ہوئے جو باتفاق

علمائے اسلام اس منصبِ عظیم پر فائز تھے کہ جنہوں نے

مدۃ العریدہ بیوں اور بدعتیوں کا رد فرما کر شرعی و دینی

فریضہ انجام دیا۔ ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل و حواشی

تصنیف فرمائے فتاویٰ رضویہ کے نام سے آپ کے فتاویٰ کی

۱۲ جلدیں ہیں جو طبع ہو کر اہل علم و تحقیق سے خراجِ تحسین

وصول کر چکی ہیں۔ ہر جلد بڑے جہازی سائز کے ہزار

صفحات کے قریب ہے اور اب جدید ترتیب و ترجمے اور

فہارس و اشاریہ کے ساتھ یہ عظیم و جلیل کتاب تینتیس

(۳۳) جلدوں میں رضا فاؤنڈیشن لاہور سے شائع ہو گئی

اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کعبے کے بدرالدجی تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافعِ روضِ جزا تم پہ کروڑوں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کفِ پا چاند سا
سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود
وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرور تم پہ کروڑوں درود
کام وہ لے لیجے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

☆☆☆

اس میں شبہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن حکیم
میں درود و سلام کا صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ پہلے خود اور
اپنے فرشتوں کے درود پڑھتے رہنے کا ذکر بھی فرمایا اور
درود کے ساتھ جب سلام کا حکم دیا ہے تو تسلیم سے موکد
بھی فرمایا۔ جس سے سلام کی اہمیت پر مزید روشنی پڑتی
ہے۔ ہو سکتا ہے اس نکتے کے پیشِ نظر امام احمد رضا

شاہِ حامد رضا خاں ہے اور دوسرے شہزادے حضرت علامہ
محمد مصطفیٰ رضا خان مفتی اعظم ہند کے نام سے پوری دنیا
میں مشہور ہیں جن کے مریدین و متوسلین کی تعداد
کردوڑوں ہے۔

جبکہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ کے
مریدین اور خلفا کی تعداد بھی بے شمار ہے۔

”خلفائے اعلیٰ حضرت“ کے نام سے جناب محترم محمد
صادق قصوری صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
صاحب نے ایک کتاب میں امام احمد رضا کے خلفا کا تعارف
پیش کر دیا ہے جسے ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے
شائع بھی کیا ہے۔

محمد اسلام امام احمد رضا قدس سرہ تو محض شاعر نہ
تھے بلکہ سچے عاشقِ رسول تھے۔ آپ نے صرف یہی
نہیں کہ اپنے نعتیہ اشعار میں جا بجا درود و سلام کا ہدیہ
پیش کیا ہے، بلکہ درود و سلام پر مستقل اور علیحدہ علیحدہ دو
قصیدے بھی کہے ہیں۔ درود شریف کے قصیدے کے
اشعار ۵۹ ہیں۔ جن میں سات مطلع ہیں ہر شعر کا پہلا
مصرعہ دو قافیہ ہے، یعنی ہر مصرعے میں دو قافیے ہیں۔

اور ہر قافیے میں حروفِ جمعی کی ترتیب کا بھی التزام
ہے۔ البتہ کسی حرف کے دو شعر ہیں، کسی کے تین، کسی
کے اس سے بھی زیادہ۔ اس صنف نے اس قصیدے کو دو
آتش کر دیا ہے۔ جو روانی، سلاست اور ندرت اس
قصیدے میں ہے اس کی مثال پوری اردو دنیا پیش کرنے
سے قاصر ہے۔

جس کے ایک سو اکہتر اشعار ہیں۔

۲۔ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے ساتھ آپ کے سراپائے باکمال کا بھی تذکرہ ہے ساتھ ہی ساتھ ایک ایک ادائے جمیل کو بھی لفظوں کا جامہ پہنایا گیا ہے۔

۳۔ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے علاوہ آل و احباب و اکابر ملت اور جملہ اہل ایمان پر بھی سلام ہے۔

۴۔ اس کے اشعار میں قرآن پاک و احادیث اور اقوال بزرگانِ دین کے انوار کو سمو دیا گیا ہے۔

۵۔ سیرت رسول اور دیگر بہت سے تاریخی واقعات کا بھی بیان ہے۔

۶۔ زبان نہایت اعلیٰ استعمال کی گئی ہے جسے اردو کے معلا کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔

۷۔ اردو کے بہت سے محاورات کا بر محل استعمال کیا گیا ہے۔

۸۔ یہ نہایت ہی مقبول ترین اور پوری دنیا میں کثرت سے پڑھا جانے والا سلام ہے۔

۹۔ اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال و کمال کے ساتھ آپ کے معجزات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۱۰۔ ہندی، انگریزی، گجراتی اور عربی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور عربی منظوم ترجمہ میں بھی کیا گیا ہے۔

قدس سرہ نے دورِ دو سلام دونوں پر قصیدے لکھے۔ لیکن سلام کے اشعار کی تعداد زیادہ رکھی۔ اس سلام میں نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے، سراپائے رسول بھی اور صحابہ کرام، اہل بیت عظام، احمد دین، اولیائے امت بالخصوص سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی سلام پیش کیا ہے۔ پھر ان کے ساتھ ساری امت کو بھی سلام میں شریک فرمایا ہے اور آخر میں یہ آرزو ظاہر کی ہے کہ میدانِ محشر میں جب ملائکہ سرکارِ اقدس میں سلام پیش کریں تو کاش مجھ سے بھی فرشتے فرمائش کریں کہ اے رضاءتم بھی اپنا سلام محبت ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ پیش کرو اور میں عقیدت و محبت میں ڈوب کر آقا کی بارگاہ میں اپنا بھی سلام محبت عرض کروں ملاحظہ ہو یہ قطعہ بند کیا پیاری تمنا ہے اور کیسی عشق آگیں آرزو ہے

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور

بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رخصا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

خصوصیاتِ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے سلام کی خصوصیات پر توجہ دی جائے تو بہت سی خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ ان میں چند یہ ہیں:

۱۔ یہ اردو سلاموں میں بلاشبہ طویل ترین سلام ہے

میں شاید ہی کوئی عاشق رسول ایسا ہو جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کر لیے ہوں۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر بمبئی، ص: ۵۶۲)

مولانا کوثر نیازی صاحب:

معروف ترین شاعر و ادیب اور سیاسی قائد و خطیب مولانا کوثر نیازی جو کہ پاکستان کے وزیر اوقاف رہ چکے ہیں اور ایک عرصے تک مودودی جماعت سے بھی منسلک رہے ہیں پھر اس سے مستعفی ہو کر الگ ہو گئے۔ امام احمد رضا کے عقیدت مندوں میں بھی نہ تھے لیکن امام موصوف کی عظمت و عبقریت کا سکھ ان کے بھی دل پر بیٹھا ہوا تھا وہ بطور خاص سلام رضا کے حوالے سے اپنے تاثرات اس طرح پیش کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ میں ادب کا طالب علم ہوں، بھلا برا شعر بھی کہہ لیتا ہوں، اردو فارسی، عربی تینوں زبانوں کا نعتیہ کلام میں نے دیکھا ہے میں بلا خوف و تردد کہتا ہوں کہ تمام زبانوں اور زمانوں کا پورا نعتیہ کلام ایک طرف اور شاہ احمد رضا کا سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ ایک طرف دونوں کو ایک ترازو میں رکھا جائے تو احمد رضا کے سلام کا پلڑا پھر بھی جھکا رہے گا۔ میں اگر یہ کہوں کہ یہ سلام اردو زبان کا قصیدہ بردہ ہے تو اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہ ہو گا۔ جو زبان و بیان، جو سوز و گداز، جو معارف و حقائق قرآن و حدیث اور سیرت کے جو اسرار و رموز، انداز و اسلوب میں جو قدرت و ندرت

۱۱۔ اس سلام کو پڑھنے اور سننے سے محبت و عشق رسول میں اضافہ اور عقیدے میں چٹکی آتی ہے۔

سلام رضا پر اہل علم و دانش کے تاثرات

امام عشق و محبت، تاج دار فکر و فن اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کی نعتیہ شاعری پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ یہاں آپ کی شاعری اور عشق رسول کے عظیم منظر ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ کے تعلق سے اہل علم کے تاثرات پیش کیے جا رہے ہیں جو اس کا بین ثبوت ہیں کہ سلام رضا واقعی مقبول عام و خاص سلام ہے اور جب مقبول خاص و عام ہے تو یقیناً خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی مقبول ہے۔

چند وہ تاثرات نذر قارئین ہیں جو بروقت مطالعے میں آئے ورنہ تلاش و تفحص کے بعد مزید تاثرات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے:

پروفیسر سلیم چشتی صاحب

اردو زبان کے مشہور و معروف محقق اور کلام اقبال کے شارح پروفیسر سلیم چشتی امام احمد رضا کے سلام کی توصیف میں رقمطراز ہیں:

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو منظوم سلام پیش کیا ہے اُسے شرفِ قبولیت حاصل ہو گیا۔ کیوں کہ ہندو پاک

دنوں قبل جناب مفتی محمد خان قادری نے کوشش کی اور ”شرح سلام رضا“ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جو سڑاڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ شرح معنوی خوبیوں کو اجاگر کرتی ہے اور یہی اصل مقصود بھی ہے۔ البتہ فنی محاسن کو آشکارا کرنے کے لیے ابھی میدان خالی ہے کاش کوئی ماہر فن فاضل اس طرف بھی توجہ دے تو سونے پر سہاگہ ہو گا۔ اشعارِ سلام کے مزید معانی نکھر کر سامنے آئیں اور صاحبِ کلام، امام فکر و فن اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے علمی و فنی جاہ و جلال پر بھی روشنی پڑ جائے۔

جیسا کہ محسنِ اہل سنت شرفِ ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری کا ایک مفید مشورہ اور قابلِ توجہ ہدایت توجہ کی طالب ہے کہ مختلف نوعیت کی محافل میں سلام رضا سے ان اشعار کا بھی انتخاب کیا جائے جو موقع کی مناسبت سے ہوں۔ جیسے کہ خلفائے راشدین کے ایام میں خلفائے راشدین کی شان میں جو اشعار ہیں ان کو پڑھے گیارہویں شریف میں سرکارِ غوثِ پاک کے اشعار پڑھیں یعنی موقع کی مناسبت سے اشعار چن چن کر پڑھیں جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

اس سلام میں ہے وہ کسی زبان کی شاعری کے کسی شہ پارے میں نہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ اہل قلم نے اس جانب توجہ نہیں دی ورنہ اس کے ایک ایک شعر کی تشریح میں کئی کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

شیخ یوسف ہاشم رفاعی (کویت)

جناب احمد بشیر رضوی مرتب ”مگلستانِ اعلیٰ حضرت“ بیان کرتے ہیں:

پچھلے دنوں کویتی رہنما بین الاقوامی شخصیت شیخ یوسف ہاشم رفاعی کویت سے لاہور تشریف لائے۔ ایک محفل میں شرکت کی فرمانے لگے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ پڑھا جائے کیوں کہ مجھے اس سلام سے بڑی محبت و عقیدت ہے پھر فرمایا میں دنیا میں جہاں بھی گیا وہاں محافل میلاد ہوتی ہیں اور اعلیٰ حضرت کا سلام پڑھا جاتا ہے اور اعلیٰ حضرت اسلام کے مجدد اور عظیم امام تھے میری نظر میں ان کی کوئی مثال نہیں۔

(مگلستانِ اعلیٰ حضرت از بشیر احمد رضوی ص: ۹)

حرفِ آخر

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلام رضا کے فنی محاسن اجاگر کیے جائیں، مذکورہ بالا تاثرات صرف خراجِ عقیدت اور اعترافِ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں۔ افسوس کہ اس طرف بھرپور توجہ اب تک کسی نے نہ دی۔ کچھ

مقام اعلیٰ حضرت

﴿بہ شکر یہ ”رضائے مصطفیٰ“، گوجرانوالہ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ﴾

شرقی پوری (رحمۃ اللہ علیہ) کو خواب میں حضور غوثِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کی زیارت ہوئی تو دریافت کیا: حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ”بریلی میں احمد رضا“۔ بیداری کے بعد حضرت میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور پھر واپس آکر اعلیٰ حضرت کے متعلق اپنے تاثرات کو یوں فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ گویا ایک پردے کے پیچھے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بتاتے ہیں اور مولانا احمد رضا (اس کے مطابق) بولتے ہیں۔“ (کتاب ”مجدد اسلام“)

خواجہ سیالوی: حضرت خواجہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی خاک پا کے برابر بھی نہیں؛ کیونکہ فقیر کے عقیدے میں مذہب کی بنیاد عشقِ رسول پر ہے اور عشق کی بنیاد ادب پر ہے اور مولانا بریلوی کو ذاتِ رسولِ پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے پناہ عشق تھا۔ (مرآۃ العاشقین ص: ۳۰۱، رسالہ ”ضیائے حرم“ لاہور، شیخ الاسلام نمبر)

• مولانا سید مرتب علی شاہ صاحب خادمِ آستانہ عالیہ سیال شریف کا بیان ہے: حضرت پیر سیال نے فرمایا کہ

امیر ملت: حضرت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ”اگر مولانا احمد رضا خاں نہ ہوتے، تو دیوبندی سارے ہندوستان کو ذہابی بنا دیتے۔“ (کتاب شیخ گنج علی پوری) بمصداق مع ولی راولی شمسد

امیر ملت کا اعلیٰ حضرت کو کتاب بڑا خراجِ تحسین ہے کہ اعلیٰ حضرت نے پورے ہندوستان کے اہل اسلام کے ایمان کا تحفظ کیا اور انہیں دیوبندیت کی پراسرار سازش اور گستاخِ رسول ہونے سے بچایا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)

امیر ملت: ہی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ شریف میں حاضری کے موقع پر مولوی خلیل احمد انبیشوی دیوبندی کو جب آپ کے متعلق معلوم ہوا، تو آواز خود آکر آپ سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ بعد میں آپ کو بتایا گیا کہ یہ مولوی خلیل احمد تھا۔ اس کے معاذ و میں پر امیر ملت کی اعلیٰ حضرت سے ملاقات اور مصافحہ و معانقہ کا اتفاق بھی ہو گیا تو امیر ملت نے فرمایا: شکر ہے کہ عاشقِ رسول کی ملاقات سے ایک بدعقیدہ کی ملاقات کا کفارہ ہو گیا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

شیر ربانی: حضرت میاں شیر محمد صاحب

تعلیمات و تحقیقات کی روشنی کے حامل حضرات کے علاوہ کسی اور کو برداشت نہیں کروں گا کیونکہ ہم سب اہلسنت اعلیٰ حضرت ہی کی عظمت فکر کے مدح خواں ہیں اور یہ جو علمائے اہلسنت میدان تحقیقات میں جولانیاں دکھاتے یا فضائے تدقیق میں پرواز کرتے ہیں۔ سب اعلیٰ حضرت ہی کے فیوضات ہیں۔ جن سے کوئی سنی عالم بے نیاز نہیں رہ سکتا۔“ فاضل دیوبند کا اعتراف ”محترم ایڈیٹر ماہنامہ ”قاری“ دہلی۔ سلام و رحمت۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس بات کا علم ہو کہ دیوبند میں اعلیٰ حضرت یا ان سے تعلق رکھنے والے رسائل و کتب نہیں پہنچتے نہ ہی وہاں طلبہ کو اجازت ہے۔ بلکہ دیکھنا جرم سے کم نہیں۔ میں بھی وہیں کا فارغ التحصیل ہوں۔ وہیں سے مجھ کو بریلویوں سے نفرت ان کی کتابوں سے عداوت دلوں میں پرورش پائی۔ اس لیے میں کبھی ان کی کتاب سے استفادہ نہیں کر سکا۔ ”قاری“ چونکہ نیا رسالہ ہے اور ظاہر آئیے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ بریلویوں کا رسالہ ہے۔ اسی سبب سے میں نے ”قاری“ کا مطالعہ کر لیا اور فاضل بریلوی نے (مسئلہ شفاعت پر) شیعہ رسالت کی جو ضیا پاشی کی ہے اس کا ادنیٰ حصہ پہلی مرتبہ ”قاری“ کے ذریعے نظر نواز ہوا۔ جس نے میرے دل کی دنیا کو بدل ڈالا۔ ابھی تو صرف ایک فتوے نے اعلیٰ حضرت کے عشق رسول کا مجھ کو معترف کر دیا ہے۔ میں اپنے دل کے حالات ان لفظوں میں بیان کروں گا کہ اگر ہمارے علمائے دیوبند تنگ نظری اور تعصب کو

”اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے ”فتاویٰ رضویہ“ کو دیکھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ”اگر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں ہوتے، تو مولانا موصوف کی شاگردی کرتے“

• خواجہ تونسوی شیخ المشائخ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ بھی اعلیٰ حضرت کی تعریف فرمایا کرتے تھے کہ مولانا بریلوی نے دہلیہ کا خوب رو کیا ہے۔“ • خواجہ غلام مصین الدین تونسوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ”میں بعد از مغرب روزانہ ایک دو گانہ کا ثواب اعلیٰ حضرت کی نذر کرتا ہوں کیونکہ وہ ہمارے محسن اور وہابیت کے کینئر سے بچانے والے طبیب ہیں۔“ صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا، ”اگر آج علامہ شامی حیات ہوتے، تو وہ اعلیٰ حضرت سے شرف تلمذ حاصل کرتے۔“

علامہ سید احمد سعید کاظمی: (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا، اعلیٰ حضرت کے فتوے پر تنقید ہم سے برداشت نہ ہوگی۔ یہ (ہمارا) مدرسہ اعلیٰ حضرت کے نظریات حقہ کا علم بردار ہے۔ ہم کیا ہیں؟ جو کچھ ہیں اعلیٰ حضرت ہیں۔ سب کچھ انہی کا صدقہ ہے۔ ہم انہیں کے ریزہ خوار ہیں۔ ہم انہیں کے نام لیوا ہیں۔ جو شخص اعلیٰ حضرت کے نظریات و تحقیقات شریفہ سے متفق نہیں۔ ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمارے مدرسے میں ایسے شخص کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ) کی

آہ! علامہ فیض احمد اویسی وصال فرما گئے۔

اہل سنت کے ایک بہت بڑے جید عالم دین، تقریباً پانچ ہزار کتب و رسائل کے مصنف و مترجم تفسیر روح البیان حضرت قبلہ علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب بروز جمعرات ۱۵/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶/اگست ۲۰۱۰ء کی صبح تقریباً ساڑھے چھ بجے طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی کے صدر صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جوائنٹ سیکریٹری پروفیسر دلاور خان، حاجی عبداللطیف قادری اور آفس سیکریٹری ندیم احمد ندیم قادری نورانی سمیت ادارے کے دیگر اراکین و عملہ حضرت قبلہ اویسی صاحب کی رحلت پر سو گوار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے اعلیٰ علیین و جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے، ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ بخشے، ان کی قبر کو کشادہ و منور کرے اور تمام اہل سنت و جماعت سمیت ان کے جملہ لواحقین و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق رفیق سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہٹادیں تو شاید مولانا اسماعیل سے لے کر ہنوز (اب تک کے علمائے دیوبند) سب فاضل بریلوی کے شاگردوں کی صف میں نظر آئیں گے۔ (عظیم الحق قاسمی، بہار، ماہنامہ ”قاری“، اپریل ۸۸ء، ص: ۱۹۱)

یہ ہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) جن کے متعلق حضرت امیر ملت، حضرت شیر ربانی، حضرت خواجہ تونسوی، خواجہ سیالوی، حضرت صدرالافاضل مراد آبادی اور حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی (علیہم الرحمۃ) کے ارشادات گرامی اور ان کے بعد مولوی عظیم الحق فاضل دیوبند کے تاثرات آپ نے ملاحظہ فرمائے جو ایسے تاثرات کے دفتر میں سے ایک نمونہ ہیں۔

اس کے باوجود اگر کوئی ادنیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کی مخالفت کرے ان پر تنقید اور بزعیم خویش ان کے خلاف جوابی کارروائی کی کوشش کرے تو اس پر ہم تو یہی کہیں گے کہ جس کو اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے اتفاق نہیں ہمیں اس ادنیٰ حضرت سے اتفاق نہیں اور اگر کوئی اعلیٰ حضرت کے فتوے کو نہیں مانتا تو ہم اس ادنیٰ حضرت کی تحقیق کو نہیں مانتے۔ اعلیٰ حضرت علی الاطلاق اعلیٰ حضرت ہیں اور کوئی ادنیٰ حضرت ہرگز اعلیٰ حضرت نہیں بن سکتا۔

☆.....☆☆

فیضانِ رحمت بعد از دعائے برکت

معارف کتب

تبصرہ نگار: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

شان والا ہے۔ اعلیٰ کائنات، عالمِ مآکان و مائیکون، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی لوگوں کی ہدایت کے لیے دنیا میں نہیں آئے گا۔ لہذا امت مسلمہ کے علمائے قیام قیامت تک انسانیت کی رہبری و رہنمائی، اصلاح معاشرہ، تزکیہ نفس، تبلیغ دین اور اشاعتِ علم و حکمت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے علمائے اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مانند ہیں (مفہوم)۔ گویا علمائے اسلام، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ورثہ علمی کے سچے وارث اور ان کے جانشین ہیں۔ حضرت علامہ ابن عبد البر اندلسی (م ۳۶۳ھ) علیہ الرحمۃ، امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک شعر کے حوالے سے علمائے حق کے مقام و مرتبہ اور منصب کا بیان فرماتے ہیں:

ما الفضل الا لاجل العلم انہم

علی الہدی لمن استہدی ادلاء

ترجمہ: ہاں فضیلت ہے تو صرف اہل علم کو ہے، وہی طالبانِ ہدایت کے رہنما ہیں۔ (ملاحظہ ہو العلم والعلماء، اردو ترجمہ: جامع بیان العلم وفضلہ، مترجم: عبدالرزاق بلخ آبادی، ص: ۵۰، ادارۃ اسلامیات، لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء) پرانا مقولہ ہے: ”جید عالم وہ ہے جو اپنی بہترین مسموعات لکھتا ہے، اپنی بہترین مکتوبات حفظ کرتا ہے اور اپنی بہترین محفوظات روایت کرتا ہے۔“

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے سوال پر کہ حقیقت میں عالم کون ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صورتِ خوبت نگار خوش بہ آئیں بسہ اند گویا نقشِ بست از جان شیریں بستہ اند زیر نظر کتاب ”فیضانِ رحمت بعد از دعائے برکت“ (اشاعت اول: ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء) مصنفہ حضرت صدرالافاضل بدرالماثل علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ (۱۸۸۳ء-۱۹۳۸ء) کی کمپوز شدہ کاپی محبتِ من فاضل نوجوان، عزیز کریم حضرت مولانا مولوی محمد ذوالفقار نعیمی ککوالوی زید مجدہ کی معرفت بذریعہ ای میل فقیر پچمدان کو ملی۔ موصوف نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ مذکورہ کتاب کا پانچواں ایڈیشن تخریج اور حاشیہ کے ساتھ مراد آباد سے جلد شائع ہونے جا رہا ہے۔ انہوں نے اس پچمدان سے حسن ظن رکھتے ہوئے یہ بھی حکم فرمایا کہ میں اس پر ایک تبصرہ تحریر کر دوں۔ احقر نے محی و عزیزی جناب ذوالفقار نعیمی صاحب کی تحریروں میں علم حقیقی و ارفع کے حصول و ابلاغ کا جذبہ اور علماءِ راہنہ کی مسموعات و محفوظات کی نشر و اشاعت کا ذوق و شوق بدرجہ اتم پایا ہے، اگرچہ راقم اپنی علمی کم مائیگی کی بناء پر خود کو زیرِ نظر دینی و علمی کتاب پر تبصرہ نگاری کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ یہ اس کا مقام و منصب ہے، لیکن حضرت محشی کی دلجوئی اور حصولِ برکت کی خاطر چند جملے سپردِ قلم کر رہا ہے۔

مگر قبولِ اقتدایہ عز و شرف

علما جسد ملت میں دماغ کی حیثیت رکھتے ہیں لہذا ہر قوم اپنے علما کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان سے رہنمائی حاصل کرتی ہے لیکن اہل اسلام کے نزدیک نہ کہ مقام و مرتبہ اس سے بھی سوا اور کچھ زیادہ ہی عزت و

۲۔ اہل سنت والجماعت کے اندرونی مناقشوں یا بین العلماء اختلافِ فکر ورائے کی صورت میں بطور پیامبر صلح و یکجہتی آپ ہی کی شخصیت منتخب ہوتی تھی۔ چونکہ معاملہ فہمی، تدبیر، حلم، رواداری اور فریقین سے ان کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے دلائل و براہین کی زبان میں گفتگو آپ کی شخصیت کا خاصہ تھا۔

۳۔ بلاشبہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو قرآن حکیم کے اردو ترجمے پر راغب کرانا اور پھر ان کی زندگی کی عظیم الفرصت شب و روز سے فرصت کے لحاظ مستعار لے کر قرآن کریم کا معرکہ الآراء ترجمہ معنوں بہ ”کنز الایمان“ صفحہ قرطاس پر لانا حلقہٴ بغوش اعلیٰ حضرت، ایک اور عظیم نامور اور جید عالم حضرت صدر الشریعہ، بدرالطریقہ علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی کا ایک عظیم کارنامہ ہے جو بارگاہِ رضویت میں ان کے چہیتے ہونے کا مظہر ہے۔ لیکن اس کنز الایمانی ترجمے کی نظر ثانی، کتابت، تصحیح خود اپنے تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان) کے ساتھ طباعت و اشاعت بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری کا کام تھا جو اعلیٰ حضرت کا صدر الافاضل کی علم تفسیر پر کامل دسترس اور امورِ طباعت و اشاعت میں ان کی صلاحیتوں پر اعتماد کا غماز ہے۔

سبحان اللہ! کنز الایمان اور خزائن العرفان کی ایک ساتھ اشاعت اعلیٰ حضرت اور صدر الافاضل کی آپس کی اخلاص فی اللہ کی محبت و مودت کا ایک ایسا علم ہے جو ان شاء اللہ صبحِ قیامت تک لہراتا رہے گا بلکہ بروزِ حشر دونوں عاشقانِ رسول اسی علم کے سائے تلے بارگاہِ رسالت پناہ علیہ التحیۃ والثناء میں خدمتِ اقدس کے قدسیوں کے اشارے پر ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ پڑھتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں کے ہجوم کے ساتھ باادب حاضر ہوں گے۔

کا ارشاد بیان فرمایا کہ ایمان کی سب سے مضبوط گرہ، اللہ کے نام پر دوستی، اللہ کے نام پر محبت اور اللہ ہی کے نام پر نفرت ہے۔ سب سے افضل وہ ہے جس کا عمل سب سے افضل ہے بشرطیکہ اپنے دین میں تفتہ (سبجھ) رکھتا ہو۔ سب سے بڑا عالم وہ ہے جو لوگوں کے اختلاف کے وقت بھی حق کو پہچانتا ہے، اگرچہ عمل میں کوتاہ ہو۔“ (مفہوم) دیکھا جائے تو ایسی خوبیوں کے حامل علمائے تاریخ، اسلام کے ہر دور میں ہوئے جو بھٹکے ہوؤں کو حق و سلامتی کی راہ دکھاتے اور بد مذہب اور دین سے برگشتہ لوگوں کو دین اسلام کی سچائی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت سے آشنا کرتے ہیں۔ یہی علماءِ علمائے حق کہلانے کے مستحق ہیں اور انہی کا علم اقبال کی زبان میں ”تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم“ کا عکاس ہے۔

برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو دورِ آخر میں امام احمد رضا محدث بریلوی اور ان کے حلقہٴ بغوش علماء ہی اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ ان حلقہٴ بغوش علماء میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی نور اللہ مرقدہ (۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء - ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) ایک ممتاز مقام کی حامل شخصیت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بارگاہِ رضویت سے ”صدر الافاضل“ اور ”بدرالماہل“ کے خطاب سے نوازے گئے اور ساتھ ہی سلسلہٴ علیہ القادریہ البرکاتیہ الرضویہ کے علاوہ دیگر سلاسل کی سندات و اجازت و خلافت کے خلعتوں سے بھی سرفراز کیے گئے۔

بارگاہِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت میں صدر الافاضل کے مقامِ تقرب اور امامِ اہلسنت کا ان کی علمی صلاحیت پر اعتماد کا اندازہ تین باتوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ جب خوارجِ زمانہ یا کفار و مشرکین سے مناظر کا معاملہ ہوتا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ترجیحی نظرِ انتخابِ اول صدر الافاضل پر ہوتی۔

قدیر ندوی مرحوم (۱۹۰۰ء) اپنے ایک مقالے میں رقم طراز ہیں:

”ترجمے اور طرزِ ادا میں اگر بے احتیاطی کی جائے گی تو دین کے تصورات اس کے احکام اور الوہیت و رسالت سے متعلق معتقدات میں بھی تغیرات پیدا ہو جائیں گے۔ اکثر و بیشتر تراجم سے مجموعی تاثرات یہی پیدا ہوئے، اس لیے کہ ترجمے کے سارے تقاضے ملحوظ نہیں رکھے گئے اور ان تراجم سے غلط استدلال اور منہج احکام کی راہیں کھل گئیں۔ ناقدانہ جائزے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ سب کچھ اتفاقی طور پر نہیں ہوا بلکہ رسالت والوہیت اور دین و شریعت کے ایک خاص تصور کی اشاعت کے لیے قرآنی تائید کے حصول کی منظم کوششوں کے تحت ہوا اور مسلمانوں کے اجتماعی دینی اور اعتقادی مزاج میں فساد پیدا کر دیا جس کی اصلاح بہت ضروری ہو گئی تھی۔

اس پس منظر میں حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ کنز الایمان اپنی منفرد خوبیوں کے ساتھ جب سامنے آیا تو مدح کے بجائے قدح کا موضوع بن گیا، اس لیے کہ اس ترجمے سے سابقہ مترجمین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہونے لگا۔ اس کی اہمیت اور اس کے محاسن کی طرف سے آنکھیں بند کر لی گئیں پھر بھی کنز الایمان کو ایک انقلابی ترجمے کی حیثیت حاصل ہوئی۔

ناقدین اور قادیان نے کنز الایمان کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور بہت کچھ کہا، لیکن ان کے سارے سرمایہ قدح کو اگر جمع کر کے بے لاگ جائزہ لیا جائے تو صرف ایک اعتراض سامنے آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ترجمے میں ان کے مذمومات اور عقائد پر ضرب پڑتی ہے، حالانکہ محل اعتراض یہ بات ہونی چاہیے تھی کہ فلاں آیت کا ترجمہ الفاظ قرآنی کے مقتضیات عربیت کے اسالیب اور احادیث و سنن سے متناقص ہے یا اجماع کے خلاف ہے۔ اگر یہ عیوب اس

یہ امر غور طلب ہے کہ کنز الایمان پر حاشیہ یا تفسیر لکھنے کی اس وقت بھی بڑی فاضل، اہل اور قابل احترام شخصیات موجود تھیں اور اس کی متمنی بھی تھیں، جن کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں لیکن ”قرء فال بنام من دیوانہ زوند“ کے مطابق اعلیٰ حضرت نے اس کی اجازت بخوشی صدر الافاضل کو بخشی۔ اس کی اشاعت کے بعد متعدد ذوی الاحترام علما نے کنز الایمان پر حاشیہ اور تفسیر لکھی لیکن ”کنز الایمان“ کو ”خزان العرفان“ کے ساتھ جو مقبولیت حاصل ہوئی، وہ اظہر من الشمس ہے۔

ان سعادت بزورِ بازو نیست

غرضیکہ خزان العرفان اور کنز الایمان اب لازم و ملزوم ہو چکے ہیں چونکہ خزان العرفان اسی زبان و بیان اور اسلوب میں لکھی گئی جو کنز الایمان کا ہے اور پھر یہ کہ یہ کنز الایمان کی پوشیدہ خوبیوں کو اجاگر کرتی ہے جن پر عوام تو عوام، علما کی بھی نظر نہیں جاتی۔

خزان العرفان کی خوبیوں پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ دفتر کے دفتر بھرے جاسکتے ہیں۔ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے علمی کارناموں میں ایک بلند پایہ کام اور قرآن پاک کے اردو تفسیری ذخیرے میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ اس میں ایجاز بھی ہے اور اعجاز بھی۔ خزان العرفان علم تفسیر، اصول تفسیر، علم حدیث، اصول حدیث اور اردو، عربی فارسی، تینوں زبانوں پر ان کی کمال قدرت کا شاہکار ہے۔

کنز الایمان اور خزان العرفان کے بارے میں ناقدین اور قادیان نے بہت کچھ لکھا اور کہا ہے لیکن اس کے پس پردہ جو حقیقت ہے وہ ہی ان دونوں علمی کاوشوں کی فضیلت اور ہم عصر مترجمین و مفسرین کی ”شاہکار“ ناگرشات پر ایک گونہ فوقیت کا منظر ہے۔ چنانچہ اس دور کے ایک محقق عالم اور مجددِ یونیورسٹی کراچی کے ادارہ تحقیقات اسلامی کے ریسرچ ڈائریکٹر علامہ مولانا فضل

میدتا من وجعلک هذا (ف، ق، ندوی)
آپ نے ملاحظہ فرمایا، مفسر نے اپنی طرف سے کوئی بات لکھی؟ صرف ایک حدیث لکھی اور وہ بھی ابوداؤد کی ہے۔ محدثین میں سے کسی نے یا مفسرین میں سے کسی نے اس کے علاوہ اس کی تغلیط بھی نہیں کی ہے اور میراث کلام کے سلسلے میں باتفاق محدثین یہی حدیث ہے اور مولانا نعیم الدین صاحب نے جاثیہ میں یہ حدیث لکھ دی ہے۔ پس منظر میں خود ابوداؤد نے بھی حدیث پیش کی ہے، اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ہنگامہ کیا جائے۔

شاید خزائن العرفان کے مصنف مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا یہ گناہ ہو کہ انہوں نے ایک ایسی حدیث کیوں نقل کی جس سے یہ بھی صاف اور عیاں طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم انسانی حیات و موت پر محیط ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ حدیث ہے، یہ صفت ہم نے تو حضور کی جانب سے منسوب نہیں کر دی۔ راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود ہیں اور نقد رجال اور نقد متن کے کسی فاضل نے اس میں کوئی سقم نہیں بتایا ہے۔ پھر فاضل بریلوی یا مصنف خزائن العرفان پر اعتراض کیا ہے؟ (سائننامہ ”معارفِ رضا“ ۱۹۹۳ء، ص: ۴۰، ۴۱)

خزائن العرفان کی اہمیت کے پیش نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ فاضل نوجوان مولانا مفتی ذوالفقار نعیمی زید مجدد کی طرح کوئی صاحبِ دل محقق سامنے آئے اور کنز الایمان اور خزائن العرفان پر تخریج و محشی اور تسہیل کا کام کرے تو بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ خزائن العرفان کی دس ضخیم جلدیں با آسانی مرتب ہو سکتی ہیں۔ شاید اس طرح ہم اپنے محسنِ ملت علیہ الرحمۃ کے قرض کا کچھ حصہ ادا کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور عند اللہ ماجور ہو سکیں! فاضل محشی اور تخریج نگار نے زیر تبصرہ کتاب کے ابتدائیے میں صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے ہر پہلو پر

میں نہیں ہیں تو محض شخصی اور گروہی عزیمات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کو موردِ طعن نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

اس کنز الایمان پر حضرت صدر الافاضل مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے تفسیری حواشی خزائن العرفان کے نام سے نظر نواز ہوئے تو نالہ و خروش میں اور شدت آگئی۔ حالانکہ خزائن العرفان میں کوئی بات بے حوالہ نہیں کہی گئی ہے۔ اگر حدیث کا حوالہ ہے تو اس میں یہ التزام رکھا گیا ہے کہ وہ صحاح کی ہو۔ اگر تاریخ و سیرت کا حوالہ ہے تو وہ اساطین کتب سے ماخوذ ہو، اگر فقہی اشارہ ہے تو فقہ حنفی کی مستند کتابوں سے مقتبس ہو، یعنی تحقیقی سائنس کے تمام وسائل اور مسلمہ اصولوں کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ بے لاگ مطالعے سے ثابت ہو جائے گا کہ یہ سارے اہتمام کیے گئے ہیں۔

ثبوت کے لیے قرآن کریم بہ سلسلہ میراث کلام پیش خدمت ہے:

یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ

(النساء: ۱۷۶)

ترجمہ: اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں، تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلام میں فتویٰ دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم ﷺ مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لیے تشریف لائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے، حضرت نے وضو فرما کر آب وضو ان پر ڈالا، انہیں افاقہ ہوا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں، عرض کیا، یا رسول اللہ، اپنے مال کا کیا انتظام کروں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جابر میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے: لا اراک

ہے کہ اس کے لکھتے وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق کے قلب پر رحمتوں کا نزول ہو رہا تھا۔

قلّت وقت اور قرطاس کی کمی کے باعث اس کی چند خوبیوں کی طرف صرف اشارہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

(۱) یہ کتاب آج سے تقریباً ۱۱۰ سال قبل (۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء) میں لکھی گئی لیکن اس کا موضوع آج بھی عوام و خواص اور موافق و مخالف سب کے لیے اتنا ہی کشش رکھتا ہے بلکہ رفتارِ زمانہ کے ساتھ اس کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ اس کا مآل کار انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اور عامۃ المسلمین کی ارواح سے ”حل جزاء الاحسان الا الاحسان“ کی بنیاد پر تعلق استوار کرنا اور حصول فیض و برکت سے جو ہر انسان کی بشرطیکہ وہ مومن ہے، دلی تمنا ہے۔

(۲) کتاب مذکور کی تقریب تحریر میں بھی جذبہ کار فرما ہے کیونکہ یہ تصنیف صدرالافاضل نے ایک ولی کامل، کاشف اسرار حقیقت، غواص بحر طریقت، ماہر علوم شریعت، اپنے شیخ طریقت، استاذ صاحب فضیلت، حضرت علامہ مفتی مولانا محمد گل محدث کابلی علیہ الرحمۃ (۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء - ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء) کی محبت اور ان کی کتاب ”دعائے برکت بر طعام ضیافت، دعائے اموات بوقت جمعرات“ کی تائید و مدح اور اس کے ناقد اور عقائد اہل سنت کے مخالف فحشی شمس الدین مراد آبادی خارجی کی افتراء و اختراع ”اتباع السنۃ خیر للامة“ کے رد میں لکھی ہے۔

(۳) صدرالافاضل علیہ الرحمۃ نے جس سنجیدہ، عالمانہ اور محققانہ انداز میں جانب مخالف کی کتاب کے متدرجات اور مضامین کا تجزیہ اور حضرت مولانا محمد گل صاحب علیہ الرحمۃ کی مذکورہ بالا تصنیف سے دلائل و براہین کی کسوٹی پر اس کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے وہ ان کے

روشنی ڈالنے کی کاوش کی ہے لیکن پھر بھی اسے اس نادر زمن اور عبقری شخصیت کا خاکہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود مختصر وقت میں رسالے کے قاری کو مصنف علیہ الرحمۃ کی عظیم شخصیت سے کماحقہ تعارف کے لیے یہ ایک مفید مضمون ہے۔ اس کے مطالعے کے بعد قاری کی نگاہوں کے سامنے ایک قد آور علمی شخصیت کی شبیہ ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔ البتہ صدرالافاضل کی مدیرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں پر کچھ مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے کہ تدبیر، تفکر، رہبری و رہنمائی کی صلاحیتیں ان کی پرکشش شخصیت کے روشن پہلو تھے اور اگر برصغیر پاک و ہند میں صحیح معنوں میں اسلامی سلطنت قائم ہوتی تو ”صاحب امروز“ کی مسند پر تشریف فرما ہونے کے وہ ہی اہل ہوتے۔

مذکورۃ الصدور کتاب کے مرتب و محشی حفظہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل الفاظ میں صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کی ہمہ جہت شخصیت کی بڑی جامع عکاسی کی ہے:

”حضور صدرالافاضل کی شخصیت کے معتبر و مستند ہونے اور ماہر علوم شریعت ہونے میں کس کو شبہ ہے؟ سوائے جاہل، متعصب، حاسد کے، آپ کی شخصیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو سیاست سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی آپ کی شخصیت سے واقف ہیں، جو مناظر ہیں ان سے بھی آپ کی ذات مضمر نہیں، جو مسافر راہ طریقت ہیں وہ بھی آپ کو جانتے ہیں اور جو علوم شرعیہ نبویہ کے ذمہ دار ہیں وہ بھی۔“

ایسی جامع العلوم شخصیت کے نوکِ قلم کی جو کتاب بھی مرہونِ منت ہوگی وہ یقیناً اہل علم و فہم کی آنکھوں کا تارا ہوگی۔ لہذا ”فیضانِ رحمت“ بھی اسمِ بامسمیٰ کتاب ہے۔ حضرت العلام علیہ الرحمۃ کے علم و قلم کی جولانیاں ہر جملہ سے آشکارا ہیں۔ پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا

زیر نظر کتاب پر تخریق و محشی کے کام نے اس کے حسن میں چار چاند لگا دیے ہیں اور جدید تعلیم یافتہ طبقے اور علمائے محققین کی نظر میں اس کی اہمیت اور اس کے مطالعے کی ضرورت کو اور بڑھا دیا ہے۔

حواشی و تخریجات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ محشی محترم مولانا مفتی ذوالفقار نعیمی صاحب نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ حواشی و تخریق کے ہر جملے سے حضرت محشی کی وسعت مطالعہ اور اسلافِ کرام کی تصانیف کی نشر و اشاعت کے لیے اخلاص فی اللہ پر مبنی ان کا شغف جھلکتا ہے۔ دارالعلوم نعیمیہ، مراد آباد خوش نصیب ہے کہ اس کے انباء کی صفوں میں قضا الرجال کے اس دور میں حضرت مولانا ذوالفقار نعیمی حفظہ اللہ الرباری جیسے فاضل نوجوان محقق و مصنف موجود ہیں۔ راقم، حضرت مولانا ذوالفقار نعیمی صاحب زید مجدد، ان کے شرکائے کار، جامعہ نعیمیہ، مراد آباد کے مہتمم حضرات مولانا محمد یامین نعیمی مدظلہ کو اس اہم علمی کاوش اور صدرا لافاضل علیہ الرحمتہ کی اس نایاب تصنیف کی بازیافت اور جدید حسن و آرائش کے ساتھ اس کی طباعت و اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ کتاب کے ناشر ”ادارہ ترویج و اشاعت مسجد نور الاسلام، بولٹن، یو کے“ بھی قابلِ صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے وقت کے تقاضوں کا صحیح ادراک کرتے ہوئے مذکورہ کتاب بروقت منصفہ شہود پر لائے۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف العلام صدرا لافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف لطیف کو قبولِ عام عطا فرمائے اور صحیح قیامت تک ان کی مرقدہ مبارک پر رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ آمین، بجاہد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حافظا محض حقیقت گوئی ہر عشق را
غیر از میں گوئی خیالات بہ خمیں بستہ اند

بلند علمی معیار اور تحقیقی مزاج کا غماز ہے۔ ان کے اس بلند پایہ اندازِ نقد و نظر نے اپنے پیرو مرشد کے مخالف فتنی خارجی کی کتاب کو بے ربط و ضبط اور مضحکہ خیز مضامین کا پلندہ ثابت کر دیا۔ البتہ جانبِ مخالف کے جہلا کے لیے یہ ایک تحفہ ہو سکتا ہے۔

(۴) زیر بحث کتاب کے مطالعہ سے قاری کو حضرت مصنف کی تحریر و تصنیف کی گونا گوں خوبیوں سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ آپ کسی بھی کتاب کے مطالعہ یا تفہیم کے قائل تھے۔ اس کو جدید مغربی محقق Reading with understanding سے تعبیر کرتے ہیں۔

مطالعے کے اس طرزِ عمل سے قاری کے ذہن میں زیر مطالعہ کتاب کے مندرجات، اس کا سیاق و سباق، اس کے مضامین و دلائل اس طرح ہو سکتے ہیں اور مستحضر ہو جاتے ہیں کہ اس پر نقد و نظر کرنا اس کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں اوّل جملہ سے لے کر آخر کلام تک ایک بلند پایہ علمی نظم و ضبط اور منصوبہ بندی کی آئینہ بندیاں مشاہدہ میں آتی ہیں۔ ان کی تحریر کی یہ خوبیاں مصنف مدوح کو اپنے دور کے بلند قامت مصنفین کی اگلی صف میں لاکھڑا کرتی ہیں۔

مصنف محترم کا ہر دعویٰ دلیل و برہان سے مزین ہوتا ہے۔

قرآن کریم، کتب احادیث مبارکہ، کتب سیر اور اقوال ائمہ سے دلائل کی بھرمار دیکھ کر ان علوم پر ان کی ماہرانہ نظر اور دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے مقابلے میں مدعی مخالف طفلِ کتب، نہی، بلکہ ایک مسخرہ نظر آتا ہے۔

یہ اور اس قسم کی بے شمار دیگر فتنی محاسن صدرا لافاضل علیہ الرحمہ کی تحریر کا طرہ امتیاز ہیں جن کی تفصیل بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔

دور و نزدیک سے

آپ کے خطوط کے آئینے میں

ترتیب و پیشکش: مرزا فرقان احمد

دہشت گردوں نے یہ سوچا تھا کہ حملوں کے بعد لوگ خوفزدہ ہو کر دربار شریف کی حاضری ترک کر دیں گے لیکن دنیا نے دیکھا اور میڈیا نے تصدیق کی کہ دربار شریف کی رونق میں اضافہ ہوا اور کمی نہ ہوئی۔ مزید عرض یہ ہے کہ دہشت گردوں کی خواہش یہ تھی کہ دربار شریف کی عمارت شہید ہو جائے۔ یہی مقصد لے کر انھوں نے دوسرا دھماکہ دربار شریف کی سبز گنبد والی مرکزی عمارت کے عین قریب کیا۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ دنیا نے دیکھ لیا کہ اتنے شدید دھماکے کے باوجود اتنی قدیم عمارت کو ذرا گزند بھی نہ پہنچی۔ دوسری حیران کن بات جو دھماکے کے اگلے روز جنگ اور آواز میں بھی شائع ہوئی کہ صحن میں خون کی ندیاں بہہ جانے کے باوجود دربار شریف کی عمارت پر خون کا ایک چھینٹا بھی نہیں پڑا۔

حکومت کا یہ فرض ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخش پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر بنائے اور صرف ایک گیٹ کھولنے کی بجائے کم از کم چار گیٹ ضرور کھولے جائیں اور سبھی پر حفاظتی انتظامات کر کے زائرین کے لیے حاضری کو آسان بنایا جائے۔

اس موقع پر اتحاد اہل سنت کی ضرورت پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے۔ مولائے کریم سے دعا ہے کہ اہل سنت و جماعت کو اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ جولائی کے معارف میں اتحاد اہل سنت کے حوالے سے ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے نہایت درجہ درست اور مبنی برحق و حقیقت تحریر رقم فرمائی ہے۔

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمن قادری:

عشق نبی کا گلشن مہکا دیارِ منانے

یہ جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ جامعہ کراچی کے نصاب میں اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت کی کتب کو شامل کر لیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن بھی جلد آجائے کہ پراگری سے لے کر یونیورسٹی کے نصاب تک سبھی جگہ اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت کا شہرہ ہو جائے۔ یہ خبر بھی نہایت حوصلہ افزا ہے کہ بنگلہ دیش میں مودودی لٹریچر پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ دیکھیے پاکستان میں بھی اس حوالے سے کچھ پیش رفت ہوتی ہے یا نہیں۔ حسب الحکم بنگلہ دیش کے احباب اہل سنت کو مبارک باد کے پیغامات روانہ کر دیے تھے۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزارِ اقدس پر حملے سے دل پر غم کا غلبہ ہے۔ آہ! اسلام دشمن، وطن دشمن، دہشت گردوں نے مرکزِ مہر و محبت، منبع فیوض و برکت پر حملہ کر کے وہ ناپاک جسارت کی جو ہزار سالہ تاریخ میں سکھوں اور ہندوؤں بلکہ انگریزوں سے بھی نہ ہوئی۔ ثابت ہوا کہ یہ اسلام دشمن انسان نما و رندے ان کافروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

خوش نصیب افرادِ اہل سنت جگہ پر مقدس شب جمعہ میں ذکرِ الہی اور وردِ شریف پڑھتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ جو زخمی ہیں اللہ تعالیٰ انھیں بھی صحتِ کاملہ سے نوازے۔

بالکل مختلف ہوتا ہے جن میں سوائے اپنے بزرگوں کے قصائد اور کشف و کرامات کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا اللہ رب العزت آپ کو دینی دنیاوی اعزاز عطا فرمائے۔

میرے والد گرامی ”سید محمد فاروق القادری“ نے حضرت فاضل بریلوی پر کافی کام کیا ہے جس سے آپ یقیناً باخبر ہوں گے اگر اس فقیر کے ذمے بھی آپ کوئی تحریری کام کی ڈیوٹی لگانا چاہیں ماہنامہ کے حوالے سے تو میں حاضر ہوں کیوں کہ ہمارا ایک ہی مشن ہے کہ حضرت بریلوی کی فکر کو عام کیا جائے یہ وقت کی شدید ضرورت ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔

سليم مجددی صاحب:

۷/ جمادی الثانی / ۲۲ مئی کیا روز سعید تھا، مکتبہ نبویہ پر پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ سے اپنی حرماں نصیبی کا ذکر کر رہا تھا کہ تربیلہ سے ریٹائرمنٹ کیا ہوئی کہ اس حقیر سرایا تقصیر کا رابطہ ”معارفِ رضا“ سے کٹ گیا۔ اسی دکھ کا اظہار کر رہی رہا تھا کہ اچانک ایک صاحب تشریف لائے، فاروقی صاحب نے بھرپور پذیرائی فرمائی، سلام و کلام کے بعد انھوں نے فاروقی صاحب کی خدمت میں حرم شریف کے تحائف اور ”معارفِ رضا“ یعنی ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) کی مطبوعات پیش کیں، احقر نے فاروقی صاحب سے تعارف پوچھا تو معلوم ہوا کہ عبدالرزاق تابانی ضاحب ہیں اور ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل سے منسلک ہیں، بڑی خوشی ہوئی، آرزوئیں کبھی یوں بھی پذیرائی بخشی ہیں، جذبات و احساسات کو یوں بھی ترجمانی نصیب ہوتی ہے، سبحان اللہ! تابانی صاحب نے اس حقیر کو بھی شفقت و محبت سے نوازا، آپ کی اور محترم جناب مجید اللہ قادری صاحب کی علالت کا تذکرہ ہوا تو تابانی صاحب نے فوراً اپنے فون پر آپ کا نمبر ملا کر فاروقی صاحب

اللہ تعالیٰ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو مزید ترقی اور خیر و برکت سے نوازے۔ سب اراکین ادارہ کو سلام عرض کرتا ہوں۔ اور دعا کی درخواست بھی۔ والسلام مع الاکرام

میاں فضل احمد حبیبی:

تازہ شمارہ ”معارفِ رضا“ موصول ہوا۔ اسلامی مہینوں کے بارے میں ایک جامع کتاب شائع ہو چکی ہے۔ لائبریری کی بجائے اپنے گھر لے گیا۔ اور تمام اہل خانہ کو پڑھنے کے لیے ترغیب دی۔ سب اہل خانہ بے حد خوش ہیں۔ اب ہر ماہ میں عبادات کا چارٹ مل چکا ہے۔ الحمد للہ ماہ رجب کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں ماہنامہ ”معارفِ رضا“ بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔

امام محبت امام احمد رضا قدس سرہ نے علم نجوم کے لحاظ سے بھی چاند کی منازل کا ذکر فرمایا ہے جو موجودہ دور کے عوام کے لیے ایک نئی ڈش ہے۔

آپ حضرات جس جانتھانی سے ماہنامہ ”معارفِ رضا“ کو شائع کرتے ہیں اس سے یہ واضح ہوتا ہے آپ اور آپ کا عملہ مکمل طور پر ایثار کے پیکر ہیں۔ آپ کو اعلیٰ انتظام اور اعلیٰ کام کرنے پر مبارک باؤ پیش کی جاتی ہے۔

آپ سے درخواست ہے آپ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تمام عملہ اور جناب ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کو سلام مستون۔ والسلام

سید صبغۃ اللہ صاحب:

الحمد للہ! آپ کا ماہنامہ ”معارفِ رضا“ موصول ہوتا رہتا ہے جسے پڑھ کر قلبی مسرت ہوتی ہے کہ مادیت کے اس گھپ اندھیرے میں آپ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی فکر کو عام کرنے میں مصروف عمل رہتے ہیں اور بلا خوشامد کہ آپ کا رسالہ عام رسائل سے

بخشی تھی) حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل نے اپنوں کی بے حتی خود غرضی اور مخالفوں کے بغض و حسد کے طوفانوں سے بچا کر خلا رکھا ہے احقر آپ احباب کی بارگاہوں میں خراج تحسین اور سلام نیاز پیش کرتا ہے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحریر و تقریر میں اکثر اس شعر کو درود زبان و قلم رکھتے تھے

بڑھے جاسوئے منزل کارواں آرزو لے کر

خود اپنی پاسبانی کر امیر کارواں ہو جا

”معارفِ رضا سالنامہ ۲۰۱۰“ پر فاروقی صاحب نے جہان رضا میں تبصرہ کیا ہے، آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (رضی اللہ عنہ) کی کتب کی اشاعت کو ایک نئی طرح دی ہے، بہت خوب! ہم اہل سنت کی ”مہتاب“ سے عدم دلچسپی کا اچھا تریاق آپ نے ڈھونڈا ہے۔ اللہم زد فزد! اپریل کے جہان رضا میں آپ کے نفاست نامے کی آخری دو سطور احقر کے قلب و نظر، جان و جگر میں اتر گئیں، آپ کے منہ میں کھی شکر! ہم اہل محبت ہیں، ہماری غیرت عشقِ اہل اللہ میں سے کسی کی بھی توہین برداشت کرنے کی روادار نہیں۔ اس ضمن میں اپنے رویے کے اظہار میں ہم کسی مصلحت یا اپنے پرانے کے قائل نہیں۔۔۔ (جہان رضا اپریل ۲۰۱۰ ص ۸)

آئین جواں مسرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

اس حقیر کو اپنی آہ سرگاہی میں یاد رکھیں۔ محترم مجید اللہ قادری، صاحبزادہ سرور میاں (ان کی زیارت شرف صاحب علیہ الرحمۃ کے ختم شریف پر ہوئی تھی) عبد الرزاق تابانی صاحب و دیگر احباب ادارہ کی خدمت میں اس حقیر کا سلام نیاز و محبت و عقیدت ادا السلام مع الاکرام۔

کو دے دیا کہ بات کر لیں، فاروقی صاحب بات کر رہے تھے کہ احقر نے عرض کی کہ اس حقیر کا سلام بھی بارگاہ سادات میں پیش کر دیں، حیرت ہوئی کہ فاروقی صاحب اس حقیر کا نام بھول گئے، احقر نے یاد دہانی کروائی تو تابانی صاحب نے فون احقر کے حوالے کر دیا کہ خود بات کر لیں۔ اللہ رے نصیب! الحمد للہ! آپ سے مخاطب کا شرف نصیب ہوا۔ (شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ کے ختم شریف پر آپ کی ادھوری سی زیارت نصیب ہوئی تھی، آپ کی صحبت سے استفادے کی تمنا تھی کہ شہزاد مجددی صاحب اس حقیر کو لے بھاگے اور یہ آرزو تشہ کام ہی رہ گئی) آپ نے اس حقیر سے جس محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا احقر صمیم قلب سے اس پر شکر گزار ہے۔ آپ کی علالت کی تفصیلات پر حیرت ہوئی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کو یوں ہی نوازتے ہیں، اپنے بندوں کو اپنی صفات میں رنگنے کے لیے یوں ہی کٹھالی میں ڈالتے ہیں۔ سونا زرِ خالص ایسے ہی بنا ہے، ظرف ایسے ہی وسیع ہوتے ہیں۔ خودی ایسے ہی بلند ہوتی ہے، اور پھر وہ مقام آجاتا ہے جب۔۔۔ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے!

یہ حقیر سراپاِ نقیر بھی مختلف امراض کا شکار ہے، الحمد للہ و شکر اللہ! وہ جس حال میں رکھے! اور اپنی رضا میں ڈھلنے کی ہمت و توفیق ارزانی فرمائے، آمین، ثم آمین۔ اور نفس کے کید سے اپنی پناہ میں رکھے۔

”معارفِ رضا“ مستقل مزاجی سے اپنے سفر پر رواں دواں ہے، الحمد للہ و شکر اللہ! کلیم وادی امام احمد رضا (رضی اللہ عنہ) حکیم محمد موسیٰ امر تسری علیہ الرحمۃ کی جلائی ہوئی شمع کو (جیسے انھوں نے اپنے خونِ جگر سے جلا

A FAIR SUCCESS

REFUTING MOTION OF EARTH

FAUZ-E-MUBEEN

DAR RAO DE-HARMAAT-E-ZAMEEN

AMIR Hadrat Imam Ahmad Raza Khan

English Rendering
Abdul Hamid Maisar

IDARA TAHQEEQAT-E-IMAM AHMAD RAZA, INT'L KARACHI.

www.imamahmadraza.net